TQ Lesson 211 Surah Rum 41-60 tafsir

آیت نمبر 41۔ ظَهَرَ ٱلْفَسَادُ فِى ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِى ٱلنَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ ٱلَّذِى عَمِلُوا۟ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ
ترجمہ۔ خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے تاکہ مزا چکھائے اُن کو ان کے بعض اعمال کا، شاید کہ وہ باز آئیں

ظَهَرَ ٱلْفَسَادُ فِى ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ ظاہر ہو گیا فساد خشکی میں اور تری میں، پھیل گیا فساد خشکی میں اور تری میں **بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِى ٱلنَّاسِ** لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کیوں؟ **لِيُذِيقَهُم** تاکہ مزا چکھائے ان کو کون چکھائے گا؟ اللہ تعالیٰ **بَعْضَ ٱلَّذِى** ان کے بعض اعمال کا **بَعْضَ ٱلَّذِى** بعض وہ **عَمِلُوا۟** جو انہوں نے عمل کیے تو سارے اعمال کا مزا نہیں ان کے کچھ اعمال کا مزا **لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ** شاید کہ وہ باز آ جائیں، شاید کہ وہ رجوع کر جائیں تو آپ دیکھئے کہ یہاں پر اللہ رب العزت بتا رہے ہیں کہ **بَرِّ** اور **بَحْرِ** میں فساد پیدا ہو گیا ہے گویا کہ اب یہ دنیا جس میں ہم رہتے ہیں کیا ہے؟ تین حصے پانی ہے اور ایک حصہ خشکی ہے اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں پانی اور خشکی میں فساد پیدا ہو گیا تو معنی کیا ہیں ؟ پوری دنیا میں فساد پیدا ہو گیا ہے گویا کہ **الإفساد في الأرض** کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے یہ وہی بات ہے جیسے آپ کہتے ہیں کہ روز و شب یا کبھی کہتی ہیں صبح و شام تو اس کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ کہ جب آپ کہتے ہیں صبح و شام ایسے گزر رہے ہیں روز و شب ایسے گزر رہے ہیں. تو معنی کیا ہے کہ زندگی میں تمام وقت ہی میرا ویسا ہی گزرا ہے تو یہاں پہ بھی خشکی اور تری **ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ** اس سے مراد یہ ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں خواہ وہ انفرادی ہے، یا اجتماعی ہے، اعتقادی ہے، یا عملی ہے فساد برپا ہو چکا ہے تو یہ فساد کس طرح کا فساد ہے؟ فکری بھی ہے اخلاقی بھی ہے مادی بھی ہے عملی بھی ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ فساد کیوں پیدا ہوا یہ بگاڑ کیوں ہوا اس کی وجہ کیا ہے ۔پیچھے آپ نے سورت الروم میں ہی پڑھا کہ روم اور ایران کی کئی جنگوں کی وجہ سے دنیا ظلم اور فساد سے بھر گئی اور پھر عرب کے لوگ کیا کرتے تھے آپس میں ماردھاڑ لڑائی جھگڑا، قتل و غارت لوٹ گھسوٹ اس میں وہ لگے رہتے تھے اگر کوئی جگہ محفوظ تھی تو کونسی تھی؟ حرم کی جگہ تھی وہ بھی آپ پڑھ چکیں اب یہاں پر اللہ تعالیٰ بتا رہے ہیں افسوس کر رہے ہیں کہ ہر جگہ فساد ہی فساد ہے اور پھر بتا بھی رہے ہیں کہ فساد کیوں ہے اس کی وجہ کیا ہے ؟ **بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِى ٱلنَّاسِ۔ بِمَا** جو کچھ بھی **كَسَبَتْ** کمائی کو کہتے ہیں کسب کیا ہے کمائی کے لئے آتا ہے **"الكاسبُ حبيبُ الله"** کمانے والا اللہ کا دوست ہے یہ بھی حدیث ہے لیکن عام طور پر جب **کسب** کا لفظ قرآن میں ہم پڑھتے ہیں تو اس سے مراد لوگوں کے برے عمل لئے جاتے ہیں تو یہاں پر کیا ہے کہ جو بھی انہوں نے کمائی کی کہ انہوں نے **أَيْدِى ٱلنَّاسِ** کہ لوگوں کے ہاتھوں نے جو کمائی کی اس کی وجہ سے اللہ کی زمین فساد سے بھر گئی ہے تو اس کے معنی کیا ہیں؟ کہ خشکی کو دیکھ لیں جتنی بھی انسانی آبادیاں ہیں تری کو دیکھ لیں سمندر ہے سمندر کے راستے ہیں ساحلی آبادیاں ہیں ہر طرف بگاڑ ہی نظر آتا ہے انسانی معاشرے، آبادیاں اُس دور کی طرف اشارہ ہے لیکن موجودہ دور کے حالات بھی آپ دیکھ لیں ہر طرف بگاڑ نظر آتا ہے کہیں امن اور سکون نظر نہیں آتا اونچیں اونچیں عمارتیں ہیں بڑی بڑی ڈگریاں ہیں ٹیکنالوجی ہے سائنس ہے اور تعمیر و تمدن ہے لیکن اس کے باوجود اگر آپ دیکھیں تو محسوس یوں ہوتا ہے کہ ہر طرف بے چینی ہے، بدامنی ہے، بےسکونی ہے، بگاڑ ہے لڑائی ہے، جھگڑے ہیں اور ایک انسان دوسرے انسان پر ظلم کر رہا ہے اللہ کی حدوں کو پامال کر رہا ہے جتنے اخلاقی ضابطے ہیں ان کو توڑ رہا ہے اب آپ دیکھئے کہ قتل و غارت خونریزی عام ہو گئی ہے پہلے بھی تھی پر اتنی نہیں تھی اور گویا کہ پھر زمین اور

آسمان میں آئے دن کسی نہ کسی آفت مصیبت کی آپ خبر سنتے رہتے ہیں کبھی کوئی ایسی بیماری جو بہت سے لوگوں کو لے ڈوبتی ہے کبھی آپ زلزلے کی خبر سنتے ہیں کبھی آپ آگ کی خبر سنتے ہیں کبھی آپ حادثے کی خبر سنتے ہیں ابھی یہ برفباری کے دنوں میں سنا تھا پتہ نہیں کتنی100 گاڑیاں آپس میں ٹکرا گئیں ہیں تو کیا ہے کہ ایک ٹکرائی دوسری پھر ایک شخص کی غلطی ہے اور کتنی گاڑیاں آپس میں ٹکرا گئی تو گویا کہ محسوس یوں ہوتا ہے کہ زمین ہے یا آسمان دنیا کے اندر اوپر سے نیچے سے بس آفتیں ہی آفتیں آرہی ہیں مصیبتیں ہی مصیبتیں آرہی ہیں تو یہ کیوں ہے اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں **بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِى ٱلنَّاسِ** یہ لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی ہے اب یہاں پہ ہاتھوں کا ذکر کیوں ہوا ویسے تو آپ دیکھیں آنکھ بھی گناہ کرتی ہے پاؤں بھی کرتے ہیں دل کے اندر برا خیال پیدا ہوتا ہے کان بھی تو گناہ کرتے ہیں ہاتھوں کا ذکر کیوں ہوا ؟ ہاتھ عمل کی نمائندگی کرتے ہیں ۔ ایمان کے درجے کتنے ہیں؟ تین ہیں قلبی ہے دل کے اندر بس ایمان ہے سب سے کمزور درجہ ہے پھر زبانی ہے آپ زبان سے بات کرتے ہیں سب سے مضبوط درجہ ایمان کا کیا ہے؟ عمل۔ تو ہاتھ کیا ہیں؟ قوت ہیں ہاتھ یہ پورے جسم کی نمائندگی کرتے ہیں۔ کیسے؟ آپ سوچ رہی ہیں،خدانخواستہ گناہ ،کا زیادتی کا، ظلم کرنے کا دل میں خیال آیا ہے دماغ نے سوچنا شروع کیا پاؤں اس طرف چلنے شروع ہوئے اب آپ سوچ رہی ہیں کہ وہ گناہ کرنا ہے اللہ نہ کرے کہ آپ ایسا سوچیں کوئی بھی انسان اگر ایسا سوچتا ہے تو پھر ہاتھ اس کی قوت بن جاتے ہیں اور گویا کہ ہاتھ پورے جسم کا نمائندہ ہیں۔ یہ لوگوں کے ایک شخص نہیں **أَيْدِى ٱلنَّاسِ** **"ید"** ہے ایک ہاتھ،اور **أَيْدِى** بہت سے ہاتھ تو لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی سے اور یہاں پہ **أَيْدِيْنَ** تھا **نون** گر چکا ہے جمع کا **يَدَيْنَ** پہلے آپ پڑھ چکی ہیں **يَدَيْنَ** دو ہاتھ ہوتے ہیں اور **أَيْدِيْنَ** زیادہ ہاتھ ہے تو لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی سے اللہ کی زمین جس میں خشکی اور تری دونوں شامل ہیں ظلم سے، فساد سے بھر گئی ہے۔ یہ بات کہنے کا ایک انداز ہے تو ہاتھوں کی کمائی کیا ہے؟ جتنے بھی فساد ہیں دنیا میں اس کی جڑ بنیادی طور پر دو گناہ ہیں ویسے تو بداعمالیاں ہیں لیکن ان بداعمالیاں کی بنیاد کیا ہے؟ دو گناہ ایک ہے شرک کرنا اور دوسرا ہے یوم آخرت کا انکار کرنا۔ جب انسان شرک کرتا ہے اور یوم آخرت کا انکار کرتا ہے تو نتیجہ کیا نکلتا ہے کہ پھر انسان بہت سی برائیاں کرتا ہے۔ توحید کا انکار کیسے انسان کو برائیوں پر آمادہ کرتا ہے؟ کہ جب فکر ہی نہیں ہے جب یہ احساس نہیں ہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے جب احساس ہو جائے کہ اللہ علیم ہے، خبیر ہے، سمیع ہے، بصیر ہے، حسیب ہے، غالب ہے، **مُنْتَقِم** ہے تو پھر انسان ڈرتا رہتا ہے کہ میں کوئی غلطی نہ کروں میرا اللہ دیکھ رہا ہے انسان کو گناہ کرتے ہوئے شرم آتی ہے کیا کھا رہی ہوں، کیا پہن رہی ہوں، کیا کہہ رہی ہوں ،کیسے سو رہی ہوں، کیا کرتی ہوں میں ، تو انسان شرمندہ ہوتا ہے اور آخرت کا انکار کیسے انسان کو برائیوں پر آمادہ کرتا ہے کہ فکر ہی نہیں ہے کہ جو کچھ کر رہی ہوں کسی نے پوچھنا بھی ہے ،کوئی محاسبہ ہونا ہے کوئی سزا ملنی ہے کوئی پوچھ گچھ ہونی ہے تو انسان بے نتھ بیل کی طرح جیسے کوئی رسی نہیں ڈلی ہوتی تو وہ جس کھیت میں چاہتا ہے جاتا ہے چرتا چگتا ہے کھاتا پیتا ہے مزے کرتا ہے تو یہاں پر بھی جو بات بتائی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ معاشرے کے اندر اللہ کی اطاعت کا نظام قائم نہیں ہے انفرادی طور پر اور اجتمائی طور پر بھی اور اس لئے اللہ کی زمین ظلم سے بھر گئی ہے اور کہا **ظَهَرَ ٱلْفَسَادُ فِى ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِى ٱلنَّاسِ** جب لوگ اتنے گناہ اور ذیادتیاں کر رہے ہیں تو ہر طرف فساد ہے کیوں **لِيُذِيقَهُم لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ** تاکہ ان کو مزا چکھایا جائے **بَعْضَ ٱلَّذِى عَمِلُواْ** ان کے بعض اعمال کا مزا میں یہ سوچ رہی تھی صرف بعض اعمال کا اگر سب اعمال کا مزا اللہ دنیا میں چکھا دیتا تو پھر کیا ہوتا اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے اللہ پوری بد اعملیوں کابدلہ نہیں اس دنیا میں دے رہے بلکہ کچھ بد اعمالیوں کا بدلہ ہے آپ دیکھیں کہ تھوڑی سی بداعمالیوں کے بدلے سے لوگ کتنے سخت پریشان ہیں زندگی اجیرن ہو گئی

ہے ابھی تھوڑی سی سزا اللہ نے دی ہے اور اس زمانے میں کیا تھا؟ ایک طرف روم اور ایران کی جنگ اور پھر مکہ کے لوگوں پر آفتیں مصیبتیں جو آ رہی تھیں ساری تو یہاں پہ جو بات کہی جارہی ہے وہ کیا ہے **لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ** شاید کے لوگ لوٹ آئیں، شاید کے لوگ دین فطرت کی طرف آ جائیں آخرت کی جوابدہی سے ڈر جائیں اور اللہ کے فرما نبردار بن جائیں تو وجہ کیا ہے؟ وجہ دراصل یہ ہے کہ لوگوں کو واپس بھیجا جائے، لوگوں کو نیکیوں کی طرف آمادہ کیا جائے اب آپ دیکھیں **حدیث** کا مفہوم ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" زمین میں اللہ کی ایک حد کا قائم کرنا وہاں کے انسانوں کے لئے 40 دن کی بارش سے بہتر ہے" اگر ایک حد قائم ہو جائے گی اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا" جب ایک بدکار آدمی فوت ہو جاتا ہے تو بندے ہی اس سے راحت محسوس نہیں کرتے شہر بھی اور درخت اور جانور بھی آرام پاتے ہیں") یہ صحیح بخاری کی روایت ہے) اس حدیث سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ کچھ لوگوں کی بداعمالیوں سے باقی سارا معاشرہ متاثر ہوتا ہے ایسا کیوں ہوتا ہے اور وہ کس طرح متاثر ہوتا ہے؟ کیسے باقی لوگوں کو بھی سزا ملتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص گناہ کرتا ہے اور پوری قوم گناہوں میں مبتلا ہو رہی ہے تو اس قوم پر پھر اللہ کی بارش نہیں ہوتی جب بارش نہیں ہوتی تو پھل پھول نہیں اگتے جب پھل پھول نہیں اگتے زمین پیداوار نہیں اگلتی تو پھر پودے نہیں ہیں تو جانور کھائیں گے کہاں سے بارش نہیں ہے تو جانور سیراب کیسے ہوں قحط عام ہو جاتا ہے بیماریاں عام ہو جاتی ہیں انسان ہی نہیں جانور بھی اسکی لپیٹ میں آ جاتے ہیں تو گناہوں کی وجہ سے ظلم کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ وبال بھیجتے ہیں بارش کا قحط ہوتا ہے اور بعض دوسری مصیبتیں تو بعض علماء کیا کہتے ہیں کہ انسان کوئی گناہ کرتا ہے ساری دنیا کے انسان، جانور، چرند پرند جتنے بھی ہیں ان پر وہ ظلم کرتا ہے۔ صرف اسی پر نہیں ظلم کرتا جس کا وہ حق چھینتا ہے یا گناہ کرتا ہے باقی سب پر بھی ظلم کرتا ہے کیونکہ اس کے گناہوں کے وبال سے بارش کا قحط ہوتا ہے، زمین کی پیداوار کم ہو جاتی ہے اور اس کے برے اثرات پیدا ہوتے ہیں تو یہ ہے کہ زمین میں لوگوں کے عملوں کی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد پیدا ہو گیا ہر طرف مصیبت ہی مصیبت ہے ہر طرف پریشانی ہی پریشانی ہے تو جب لوگ گناہ کریں گے نتیجہ کیا نکلے گا کہ پھر عملی، اعتقادی، اجتماعی، انفرادی، اخلاقی، مادی، معنوی ہر طرح کا بگاڑ معاشرے میں عام ہو جائے گا تو اصل بات کیا ہے **لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ** تو میں یہ تنبیہات اس لئے کرتا ہوں تاکہ لوگ رجوع کریں تاکہ لوگ میری طرف لوٹ آئیں تو ہمیں بھی کیا کرنا چاہئے کہ دنیا کے اندر جو مشکلات ہیں، بیماریاں ہیں، فساد ہیں، قتل و غارت ہے ایک ملک دوسرے ملک سے لڑتا ہے ایک قوم دوسری قوم سے لڑتی ہے ایک بھائی دوسرے بھائی سے لڑتا ہے یا یہ کہ اب لوگ کہتے ہیں خون سفید ہو گیا یا گھروں میں والدین ہیں لیکن بچے والدین کی عزت نہیں کرتے بچے ایسے محسوس ہوتے ہیں جیسے کہ وہ والدین ہیں وہ اپنے والدین کو ایسے ڈیل کرتے ہیں کہ گویا کہ ہمیں پتہ ہے اور آپ بیوقوف ہیں آپ جاہل ہیں آپ پرانے زمانے کے لوگ ہیں آپ کو کچھ پتہ نہیں تو والدین کی عزت نہ کرنا یا ان کو بوجھ سمجھنا یا اب آپ دیکھیں کہ اگر میاں بیوی میں لڑائی ہوتی رہتی ہے گھر میں یا بچوں میں اور والدین میں ہو رہی ہے یا پڑوسیوں کی خبر نہیں ہے کہ پڑوسی کیا کر رہے ہیں کس حال میں ہیں یا رشتے دار آپس میں رشتے داروں کے حقوق ادا نہیں کرتے اور پرواہ بھی کوئی نہیں ہے پہلے کوئی ناراض ہوتا تھا تو ایک غم ہوتا تھا کوئی چبھن کسک ہوتی تھی کہ فلاں رشتے دار فلاں سے ناراض ہے کوئی روتا تھا کہتا تھا مجھ سے میری بہن نہیں ملتی میرا بھائی نہیں ملتا یا امی ابو آپس میں لڑے ہوئے ہیں یا اولاد والدین سے ناراض ہے تو کچھ تیسرے بندوں کو ہوتا تھا کہ صلح کرانے کی فکر ،ان کو احساس ہوتا تھا اب میں محسوس کرتی ہوں اور آپ بھی یقیناً کرتے ہونگے کیونکہ بے نیازی عام ہے اگر شوہر اور بیوی ناراض ہیں دونوں میں جھگڑا ہے دونوں کو کوئی پرواہ

نہیں ہے اور آپ دیکھیں ماں یا باپ جو تنہا بچے کی پرورش کرتے ہیں اکیلا مرد ہے اور اکیلی عورت ہے بچے کہتے ہیں کہ کوئی بات نہیں اگر امی ابو ہمیں نہیں پوچھتے تو ہم شیلٹر ہاؤس میں چلے جائیں گے یہاں پہ اور وہاں پہ پاکستان میں بھی انڈیا میں بھی کہیں بھی آپ دیکھ لیں یعنی معاشرے میں جو گھریلو نظام ہے یہ ٹوٹ گیا ہے بکھر گیا ہے فساد ہے ہر طرف تو کیوں ہے؟ لوگوں کے اپنے عملوں کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کہتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ لوگ غور و فکر کریں سوچیں اور اپنے اعمال کو بہتر کرنے کی فکر کریں اور اس کا سبب ہمیں کیا پتہ چلا اس کی پیچھے کی آیتوں کو اگر آپ دیکھیں توحید اور آخرت کے دلائل تھے تو اصل وجہ کیا ہے لوگوں کے عمل اور بدعملی کیا ہے؟ توحید کا انکار، شرک کرنا اور آخرت کا انکار کرنا تو پھر اس کی یہ سزا تو مل رہی تھی **لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ** شاید کہ وہ سوچیں کہ یہ بگاڑ کیوں پیدا ہوا، شاید کہ وہ شرک کرنا چھوڑ دیں، شاید کہ وہ دنیا کی محبت چھوڑ دیں۔ دنیا سے اگر محبت کریں تو اس لئے کہ اس سے آخرت کمانی ہے اس لئے نہیں کہ دنیا ہی کے ہو کر رہ جائیں

آیت نمبر 42۔ قُلْ سِيرُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ فَٱنظُرُوا۟ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلُ ۚ كَانَ أَكْثَرُهُم مُّشْرِكِينَ
ترجمہ۔ اے نبی ﷺ) اِن سے کہو کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو پہلے گزرے ہوئے لوگوں کا کیا انجام ہو چکا ہے، ان میں سے اکثر مشرک ہی تھے

قُلْ سِيرُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ اے نبی ﷺ ان سے کہو کہ چل پھر کر دیکھو زمین میں **سِيرُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ** زمین میں سیر کرو **فَٱنظُرُوا۟** پھر دیکھو، پھر تدبر کرو، پھر سوچو **كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلُ ۚ كَانَ** کہ کیسا انجام ہوا ان لوگوں کا جو گزر چکے ہیں قرآن بار بار زمین میں سیر کرنا اور ایسی سیر جس میں تدبر اور تفکر ہو ایسے ہی نہیں جیسے آج کل دنیا سیر کرتی ہے اور اس میں ہم صرف ایک ہی بات سوچتے ہیں کہ کتنا موٹاپا کم ہو گیا کتنے پونڈ وزن کم ہو گیا، کتنی کیلریز اب کم لینی ہیں تو ایسا غور وفکر کہ کبھی آپ سیر کر رہی تھیں تو دیکھ رہی تھیں کہ درخت پر کچھ بھی نہیں تھا پھر آپ نے دیکھا کہ وہ سرسبز ہوا پھر آپ نے دیکھا کہ اتنے خوبصورت اس کے اوپر پھول آرہے ہیں پہلے وہ کلی تھی اور بند تھی پھر آپ نے دیکھا ارے وہ تو کچھ کھل گئی ہے آدھ کھلی ہے پھر آپ نے دیکھا کہ وہ اپنے جوبن پر ہے پوری بہار پر ہے پھول ہے پھر وہ پھول کی پتیاں نیچے گر گئی ہیں

ے میں لہلہاتی شاخ کو سمجھا تھا زندگی
پتہ گرا درسِ فنا دے گیا مجھے
ے کہا میں نے کتنا ہے گل کا ثبات
یہ سن کر کلی نے تبسم کیا
ے زندگی انساں کی ہے مانندِ مرغِ خوش نوا
شاخ پر بیٹھا، کوئی دم چہچہایا، اُڑ گیا

تو آپ چڑیوں کی چہچہاہٹ جب سنتی ہیں آپ کو باغ بڑا پسند ہے پھول کھلے ہیں اور وہاں پہ پودے بڑے سرسبز ہیں لدے ہوئے ہیں دلہن کی طرح سجے ہوئے ہیں اور چڑیاں ہیں طرح طرح کی رنگ رنگ کے پرندے ہیں وہ چہچہا رہے ہیں تو پھر کیا آپ ایسا سوچتی ہیں کہ میری زندگی بھی تو اس پرندے کی طرح ہے جتنی دیر پرندہ یہاں پہ بیٹھا اور چہچہایا بس اتنی دیر ہے میری یہ زندگی پھر میں بھی ختم ہو جاؤں گی میں چلی جاؤں گی تو اصل بات کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک پرندے کو چہچہاتے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں "کاش کہ میں بھی ایک پرندہ ہوتا اور مجھ سے کوئی

حساب کتاب نہ لیا جاتا"۔ کہتے ہیں سڑک کے کنارے ایک درخت لگا دیکھا تو کہنے لگے "کاش کہ میں ایک درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا اور اس کا حساب نہ ہوتا"۔ کبھی کوئی کہتے ہیں کہ بکری کی مینگنیاں پھینک دی جاتی ہیں کچھ پتہ ہی نہیں کہاں گئی بس ایسے ہی ہم بھی نیست و نابود ہو جاتے تو مختلف صحابہ مختلف چیزوں کو دیکھ کر کیا کرتے تھے غور و فکر کر کے تدبر کر کے تعقل (تصور ،خیال ،سوچ کا عمل) میں آ جاتے تھے عقلمندی اور عقلمندی کیا ہے؟ تقوی۔ اور تقوی کیا ہے؟ آخرت کی تیاری اور یہاں پہ بھی غور و فکر کی دعوت دی جارہی ہے سوالیہ انداز ہے **قُلْ سِيرُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ فَٱنظُرُوا۟ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلُ** اور کون لوگ تھے جو پہلے گزر چکے؟ قوم عاد ،قوم ثمود، قوم لوط ،فرعون ،ہامان کیا تھے؟ اور کہاں چلے گئے؟ نیست و نابود ہو گئے **كَانَ أَكْثَرُهُم مُّشْرِكِينَ** ان میں سے اکثر مشرک ہی تھے ایک نہیں دو نہیں اللہ تعالیٰ بتا رہے ہیں کہ زیادہ تر لوگ مشرک تھے ان کا گناہ کیا تھا کیوں تباہ اور برباد ہوئے؟ تو ان کے ریکارڈ کے اندر شرک تھا ان کی بنیادوں کے اندر شرک تھا جتنی بھی ان قوموں کے اندر خرابیاں تھیں ان تمام خرابیوں اور برائیوں کی جو جڑ تھی وہ شرک تھا جس سے باز آنے کے لئے کہا جا رہاہے کیوں؟ جب انسان ایک اللہ کی بندگی نہیں کرتا تو پھر بہت سے گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اس زمانے میں روم اور ایران میں جنگ تھی آج اکثر ملکوں میں جنگ ہو رہی ہے جنگ عظیم اول جنگ عظیم دوم اس کے اثرات آپ جانتی ہیں اور ہیروشیما اس کے حالات آپ جانتی ہیں کہ کیسے فساد پیدا ہوتا تھا پھر فرمایا

آیت نمبر 43۔ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ ٱلْقَيِّمِ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِىَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهُۥ مِنَ ٱللَّهِ ۖ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ
ترجمہ پس (اے نبی ﷺ) اپنا رُخ مضبوطی کے ساتھ جما دو اِس دین راست کی سمت میں قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس کے ٹل جانے کی کوئی صورت اللہ کی طرف سے نہیں ہے اُس دن لوگ پھَٹ کر ایک دُوسرے سے الگ ہو جائیں گے

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ ٱلْقَيِّمِ اے محمد ﷺ **"فَ"** پَس **أَقِمْ** قائم کر ،جما دے، ٹھہرا دے، پس مضبوطی کے ساتھ جما دے، پس کیوں کہا؟ دنیا کچھ بھی کرتی رہے، دنیا شرک کرتی رہے، ظلم کرتی رہے،قتل و غارت کرتی رہے، ڈاکہ چوری، زنا، حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا نہ کرے، دنیا کی دنیا بگڑ جائے پورا طوفان کا رخ ایک طرف ہو اور ساری دنیا اس طوفان کے ریلے میں بہتی چلی جائے لیکن اے محمد ﷺ **فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ ٱلْقَيِّمِ** کہ آپ اپنے چہرے کو **دِّينِ ٱلْقَيِّمِ** پر قائم رہنے والا دین ،دین فطرت، دین حنیف جو ہے اس پہ آپ اپنے آپ کو جما دیجیے تو یہاں پہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو حکمیہ انداز میں کہا جا رہا ہے کیونکہ جو بات رسول اللہ ﷺ کو کہی وہ کسے کہی جارہی ہے؟ تمام مسلمانوں کو کہی جارہی ہے یہاں پہ ان کو ایک طرح سے تسلی دی جارہی ہے اور ان کو یہ بات بھی سمجھائی جارہی ہے کہ اگر یہ ہٹ دھرم ضد ہی کرتے رہیں اور شرک کریں اہل مکہ اور دینِ فطرت کو نہ مانیں، آخرت کا انکار کریں، اللہ کا انکار کریں، شرک کریں تو آپ ان کی پرواہ نہ کریں کوئی مداہنت ،کوئی سماجی دباؤہے لوگوں کا دباؤ ہے معاشی **مُقاطَعَہ (قطع تعلقی)** ہے کچھ بھی ہے کسی چیز کی بھی پرواہ کیے بغیر **وَجْهَكَ** اپنا چہرہ ، چہرہ کیوں کہا؟ یہ کیوں نہیں کہا اپنا ہاتھ؟ یہ کیوں نہیں کہا کہ اپنا بازو؟ پیچھے سے کمر کو کیوں نہیں کہہ دیا ؟اس لئے کہ آپ اپنے چہرے کو جس طرح موڑتی ہیں پورا جسم اس طرح موڑ جاتا ہے چہرے سے مراد کہ پورا وجود پورے کے پورے اپنے آپ کو **ٱدْخُلُوا۟ فِى ٱلسِّلْمِ كَآفَّةً** (206۔ سورت البقرہ) پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ اپنے چہرے کو دین قیم کی طرف پھیر دو تو کیا کرنا ہے پوری زندگی صرف بچپن نہیں صرف بڑھاپے میں نہیں بچپن میں سمجھ

کچھ نہیں آتی اور بڑھاپے میں ویسے اتنا ضعف ہو جاتا ہے کہ کھا پی بھی نہیں سکتے تو اللہ کی عبادت کیسے کریں گے اور دنیا کی جہاں بات ہوتی ہے تو ہر بہترین چیز چاہتے ہیں تو جب آخرت کی بات ہوتی ہے تو پھر اپنی بہترین جوانی بھاگ بھاگ کے آپ کام کرتی ہیں گاڑی چلاتی ہیں میری ایک بہن کہہ رہی تھیں کہ ایک گھنٹے میں میں تو کچن سے باہر نکل آتی ہوں سارے کھانے پکا کر جو کرنا ہوتا ہے اور جب میں کچن میں گھستی ہوں تو پھر سوچتی رہتی ہوں مجھے کتنے گھنٹے ہو گئے ہیں میں کیوں نہیں ایک گھنٹے میں فارغ ہوئی میرے اندر کہاں پہ کمی ہے میرے تربیت میں کمی ہے یا میں سست روی سے کرتی ہوں یا میں کچھ اور سوچتی ہوں میں کیوں نہیں جلدی فارغ ہو جاتی تو کیا کرنا چاہئے اپنے بہترین پیسے، بہترین صلاحیتیں، بہترین وقت، بہترین جوانی، بہترین اولاد جو کچھ بھی بہترین ہے اولاد تو ساری بہترین بن سکتی ہیں لیکن ہمارا مسئلہ کیا ہے کہ جو لائق اور خوب ذہین بچہ ہوتا ہے "اے میرا پتر اے تے ڈاکٹر بنے گا اے میرا لال انوں تو میں ولایت پیجھاں گی انگلینڈ پیجھاں **گی** اتھے جا کے پڑھ کے آئے پی ایچ ڈی کر کے آئے اے میری تی اے تے ڈاکٹرانی بنے گی تو ہم کیا کہتے ہیں کہ جوسب سے اچھے بچے تھے ڈاکٹر انجینئر بنیں گے اور جو نکمے بچے ہوتے ہیں کچھ آتا جاتا نہیں ہے چلو انوں مسجد بھجو ، انوں بناؤ عالم، انہوں کراؤ حفظ فیر انوں حفظ نہیں ہوندا ایدھا دماغ کھل جائے گا کہ ذہین نہیں ہے کمزور ہے مسجد پیجھاں گے نا تے اللہ کرے گا ذہن کھل جائے گا" سب سے کمزور بچہ ہوتا ہے اس کو مسجد کے سپرد کر دیا جائے ایک اندھا ہے تو سوچا کہ اس کو مسجد کے سپرد کر دیا جائے اور پھر کیا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو اچھے لیڈر ہی نہیں ملتے لیکن الحمدللہ اب رخ کافی تبدیل ہو رہا ہے اور اب ماشاءاللہ بہت کثیر تعداد میں یہ سننے کو ملتا ہے کہ عورتیں اور مائیں اور والدین اور والد یہ کہتے ہیں کہ پہلے بیٹے کو قرآن حفظ کرانا ہے قرآن پڑھانا ہے پھر اس کے بعد انشاءاللہ یہ ڈاکٹر انجینئر بنے گا بہت سے لوگ اب ایسے بھی نظر آتے ہیں اور اس زمانے میں بھی تھے تو بہرحال اصل بات کیا ہے کہ **فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ ٱلْقَيِّمِ** اپنے چہرے کو دین راست کی سمت میں جما دو تو چہرہ دنیا کی محبت میں نہیں جمانا جیسے ہم چیز نہ ملے بھی تو ٹکٹکی باندھ کر اس چیز کو دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ اس کے کڑے کتنے موٹے موٹے ہیں کتنا خوبصورت ڈیزائن ہے میرے پاس بھی کڑھائی والا سوٹ ہے لیکن اسکے جوڑے پر تو ستارے بھی لگے ہوئے ہیں اس پر تو موتی لگے ہوئے ہیں اتنا خوبصورت ہے تو پتہ ہے میری حیثیت نہیں ہے، پتہ ہے حیثیت ہے پر مجھے ضرورت نہیں ہے لیکن ٹکٹکی باندھ کر چہرہ جما کر ایسے دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ کھا جائیں گے اس کو جس نے وہ چیز، کپڑا، زیور پہنا ہوا ہوتا ہے یا اس کے گھر جا کر کپڑے چیزیں برتن ایسے لگتا ہے نقد دل وہاں پہ دے کر آگئے کیسے پتہ چلتا ہے نقد دل دے کر آگئے گھر آتے ہیں دل لگتا نہیں ہے برتن ہی اچھے نہیں لگتے ہیں اچھا بھلا کھانا کھایا تھا ان میں صبح بھی رات بھی پر اب پرانے پرانے لگ رہے ہیں بڑا پرانا ڈیزائن لگ رہا ہے ہر ٹیبل پر یہ ڈیزائن ہے میرے پاس نیا کب آئے گا جہاں تک کھانے کی بات ہے تو ہم کھا ہی رہے تھے نا چہرہ ہم نے دنیا کی طرف جمایا ہوا ہے مڑ مڑ کر دیکھتے ہیں اور کیسے مڑتے ہیں چہرہ کیسے جماتے ہیں بازار سے واپس آگئے ہیں پیسے نہیں تھے ابھی مشورہ کر لیں ذرا گھر ، پیسے ذرا جمع کر لیں اور پھر کیا کرتے ہیں پھر واپس جاتے ہیں اس دکان پر کئی دفعہ جاتے ہیں جو چیز پسند آتی ہے کسی طرح مجھے مل جائے چہرہ وہاں جمایا ہوا ہے تو کیا کرنا ہے؟ دین کی طرف اللہ کی طرف آخرت کی طرف چہرہ جما دیجیے **مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ** اس سے پہلے کہ وہ دن آ جائے اور لوگو! وہ کون سا دن ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **لَّا مَرَدَّ لَهُۥ مِنَ ٱللَّهِ** جس کے ٹل جانے کی کوئی صورت اللہ کی طرف سے نہیں ہے وہ دن بڑا سخت ہے وہ دن بڑا ہی وحشت ناک ہے وہ دن بڑا طویل ہے وہ دن بڑا خوفناک ہے وہ دن **لَا مَرَدَّ** **(ر د د)** رد کرنا جیسے کوئی مصیبت آئے اور پھر وہ

مصیبت انسان سے دور ہو جائے، رد ہو جائے ، خود انسان اس کو اپنے سے ہٹا لے یا کوئی اس کی مدد کرے تو اس سے وہ ہٹا دے لیکن یہاں پہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اُس دن کوئی ہٹا نہیں سکتا قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس کے ٹل جانے کی اللہ کی طرف سے کوئی صورت ہے ہی نہیں **يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ** اُس دن لوگ پھٹ کر ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے **(ص د ع)** کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ سخت چیز کا پھٹنا لیکن الگ نہ ہونا لیکن یہاں پہ تین شد آئیں ہیں اور یہاں پہ **يَصَّدَّعُونَ** کے معنی کیا ہیں؟ کہ لوگ پھٹ جائیں گے لوگ الگ ہو جائیں گے تو اس کے کیا معنی ہیں؟ کہ لوگ پھٹ کر الگ الگ ہو جائیں گے اس کے معنی یہ ہیں کہ لوگ تقسیم ہو جائیں گے لوگ مختلف گروہوں میں بٹ جائیں گے۔ دنیا میں کیا ہوتا ہے؟ مومنوں کے ساتھ منافق بھی ملے ہوتے ہیں انہوں نے بھی دعوٰی کیا ہوتا ہے لیکن ہوتے وہ جھوٹے ہیں اور جب بھی کہیں کام کی بات آتی ہے بعض لوگ کیا کرتے ہیں کہتے ہیں ہم نے پھر خوب مار بھگایا یعنی ہم نہیں آپ نے کیا کیا؟ ہم کے اندر ہم سب چھپ جاتے ہیں کہ ہم نے کیا کیا ہم نے تو پھر خوب مقابلہ کیا ہے آپ "ہم" کی بات نہ کریں اپنا بتائیں کہ آپ نے کیا کیا۔ تو کافر کو یہ مجال نہیں ہوگی کہ اُس دن قیامت کے دن وہ مسلمانوں کی جماعت میں مل جائے اور اگر وہ ملا ہوا ہے تو وہ وہیں رہ جائے گا مومن وہاں سے ہٹ جائیں گے اور وہ مجبور ہوگا کہ جن لوگوں کے ساتھ دنیا میں تھا عقیدے کے اعتبار سے یا عمل کے اعتبار سے ان لوگوں کے ساتھ جا کے شامل ہو اور یہ کام اتنی تیزی سے ہوگا جیسے کوئی بہت بڑا سا مجمع ہے اور فوراً پھٹ کر کئی حصوں میں بٹ جائے انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا ایک سمندر ہوگا ایک انبوہ ہوگا لیکن کیا ہوگا لحظہ بھر میں جتنی دیر لگتی ہے پلک جھپکنے کو اس سے بھی جلدی سارے لوگ پھٹ کر اپنی اپنی تقسیم ان کی ہو جائے گی وعدہ خلافی کرنے والے الگ، شرک کرنے والے الگ، کفر کرنے والے الگ، زنا کرنے والے الگ، شراب پینے والے الگ، اسی طرح نیکیاں کرنے والے۔ پہلے تو دو گروہ ہیں تو نیکیاں کرنے والے الگ ہیں اور بدیاں کرنے والے الگ لیکن نیکیاں کرنے والوں میں سے بھی جو **باب الریان** جانے والے ہیں جو انفاق کرنے والے ہیں جو حج کرنے والے ہیں جو نیکیوں میں سبقت لے جانے والے ہیں تو لوگ مختلف گروہوں میں بٹ جائیں گے یہ آیت بڑی خوبصورت ہے بڑے خوبصورت انداز میں اللہ رب العزت نے یہاں پر ایک بڑی پیاری بات بتائی ہے اور بات کیا ہے کہ صرف دو گروہ تقسیم نہیں ہوں گے بلکہ لوگ بہت سے گروہوں میں بٹ جائیں گے تو ایسا کیوں کیا جائے گا کہ لوگ پھٹ کر الگ ہو جائیں گے ایسا کیوں کیا جائے گا اس کی وجہ یہ ہوگی کہ وہاں پہ پھر ان کے عملوں کی ان کو سزا دی جا سکے جیسے **يَتَفَرَّقُونَ** کا لفظ بھی آپ نے پڑھا ہے نا **يَتَفَرَّقُونَ** کے وہ لوگ جو ہیں وہ الگ الگ ہو جائیں گے یہ بھی(سورت الروم کی آیت 14) میں آپ **يَتَفَرَّقُونَ** بھی پڑھ چکی ہیں تو یہاں بھی کیا کہا جا رہا ہے **يَصَّدَّعُونَ** وہ دن اتنا شدید ہے سخت ہے اس کے بارے میں سورت دہر میں اللہ رب العزت کیا فرماتے ہیں بڑا سخت جھنجوڑنے والا انداز ہے **إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا(**10۔ سورت الدھر**)** اور بے شک ہم اپنے پروردگار سے اس دن کا خوف کرتے ہیں جو تنگی اور سختی والا ہوگا **عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا** اب آپ دیکھ لیجئے کہ **عَبُوسًا** بھی ہے اور **قَمْطَرِيرًا** بھی ہے انسان کے بارے میں تو آپ نے پڑھا **عَبُوسًا** یہاں پہ آیا ہے دن کے بارے میں کہ وہ دن ایسا ہوگا تنگی والا ترش روی والا منہ پھیرنے والا جیسے دن چڑھتا ہے تو بھی کسی پر مصیبت جب آتی ہے ایک کے بعد دوسری کے بعد تیسری تیسری کے بعد چوتھی تو ایسے لگتا ہے کہ دن بڑا سخت ہے آج دن بڑا بھاری ہے رات بڑی تاریک ہے حالانکہ روز ہی تاریک ہوتی ہے تو یہ ہے اس سے مراد تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اس دن کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جو اللہ تعالیٰ سے بچ سکے اور یا کہ وہ ٹل سکیں تو کون لوگ ٹل سکیں گے کون بچ سکیں گے جنہوں نے اپنے آپ کو **الدِّينِ الْقَيِّمِ** پر جمایا ہوگا

آیت نمبر 44۔ مَن كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُۥ ۖ وَمَنْ عَمِلَ صَٰلِحًا فَلِأَنفُسِهِمْ يَمْهَدُونَ
ترجمہ۔ جس نے کفر کیا ہے اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے اور جن لوگوں نے نیک عمل کیئےہیں وہ اپنے ہی لئے فلاح کا راستہ صاف کر رہے ہیں

مَن كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُۥ ۖ جس نے کفر کیا اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے **فَعَلَيْهِ كُفْرُهُۥ** ۖ اگر کوئی اسلام قبول نہیں کرتا اے نبی ﷺ اہلِ مکہ شرک کرتے ہیں اسلام قبول نہیں کرتے تو آپ ﷺ پریشان نہ ہوں ان کا انکار انہیں پر، ان کا کفر کا وبال انہیں پر اس کا کیا مطلب ہے؟ یہاں پہ اللہ تعالیٰ نے ایک جامع فقرہ کہہ کے تمام جو گناہ ہیں ان کو اس کے اندر سمیٹ لیا ہے کہ کافر اپنے کفر کی وجہ سے جو جو گناہ کرتا ہے جس طرح سے اپنا اور دوسروں کا نقصان کرتا ہے **فَعَلَيْهِ كُفْرُهُۥ** ۖ اس کا بوجھ اس کا وبال اس کا وزن اسی پر ہے ایسا نہیں ہوگا کہ وہ بچ سکے یا وہ کہیں جا سکے بلکہ کیا ہے کہ اس کےاعمال کے مطابق اس کو سزا عذاب ملے گا زیادہ کیے ہیں تو زیادہ اور جتنی شدت سے کیے ہیں تو اتنی شدت سے اللہ تعالی اس کو چھوڑیں گے نہیں **وَمَنْ عَمِلَ صَٰلِحًا** اور جو عمل کرے گا صالح اچھے **فَلِأَنفُسِهِمْ يَمْهَدُونَ** تو وہ اپنے ہی لئے فلاح کا راستہ صاف کر رہے ہیں اب آپ دیکھ لیں یہاں پر عمل صالح کی بات آ رہی ہے ایمان کا یہاں پر اس وقت ذکر نہیں ہے قرآن میں زیادہ تر ایمان اور عمل صالح اکٹھے ہی آئے ہیں تو اصل میں کفر کا متضاد کیا ہے ایمان تو ایمان اور عمل صالح جس کے پاس ہیں **فَلِأَنفُسِهِمْ يَمْهَدُونَ (م ہ د)** کے معنی ہوتے ہیں راستہ ہموار کرنا، فرش بچھانا کیا زمین کو میں نے تمہارے لئے مہد نہیں بنا دیا؟ بچھونا نہیں بنا دیا؟ تو جیسے فرش بچھانا جیسے بچے کا جو پنگوڑا ہوتا ہے اس کو بھی مہد کہتے ہیں تو عمل صالح کے ذریعے جنت میں جانے والے وہاں پہ اعلٰی منزلیں حاصل کرنے کے لئے راستہ ہموار کر رہے ہیں اپنے لئے راستہ وہ ٹھیک کر رہے ہیں تو جنت میں جانے والے کیا کر رہے ہیں؟ تیاری کر رہے ہیں **يَمْهَدُونَ** وہ اپنے لئے فلاح کا راستہ بنا رہے ہیں تو یہاں پر یہ بات بتائی جارہی ہے کہ جو لوگ عمل صالح کر رہے ہیں تو وہ اپنا مستقبل خود سنوار رہے ہیں اور اس کا صلہ ان کو مل کے رہے گا تو پھر فرمایا

آیت نمبر 45۔ لِيَجْزِيَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ مِن فَضْلِهِۦٓ ۚ إِنَّهُۥ لَا يُحِبُّ ٱلْكَٰفِرِينَ
ترجمہ۔تاکہ اللہ ایمان لانے والوں اور عملِ صالح کرنے والوں کو اپنے فضل سے جزا دے یقیناً وہ کافروں کو پسند نہیں کرتا

لِيَجْزِيَ ٱلَّذِينَ تاکہ وہ بدلہ دے تاکہ وہ جزا دے کون جزا دے؟ اللہ تعالی اور میں اور آپ تو بڑے بھولے ہیں بہت نادان ہیں جو بڑی مشکل سے نیکیاں کرتے ہیں اپنے جیسے انسانوں سے پھر اس کا صلہ چاہتے ہیں اس کا بدلہ چاہتے ہیں۔ بچارے ہمارے جیسے انسان ان کا ظرف ہی نہیں ہے ان کی وقعت ہی نہیں ہے ان کا اتنا اختیار اور اقتدار ہی نہیں ہے وہ بھلا ہماری نیکی کا کیا بدلہ دیں گے؟ وہ کیا جانیں کہ بے شک چند کھجوریں انفاق کی ہیں چند ڈالر انفاق کیے ہیں پر کس مشکل سے میں نے کی ہیں؟ میرے کیا حالات ہیں؟ آپ کے کیا حالات ہیں؟ وہ کیا جانیں؟ وہ تو ظاہر کو دیکھتے ہیں ظاہر کے مطابق فیصلے کرتے ہیں اور اللہ جو باطن بھی جانتا ہے وہ اللہ جو انسان کی نیت بھی جانتا ہے وہ اللہ جو یہ جانتا ہے کہ کس مشکل سے اس نے یہ میرے لئے کام کیا ہے تو اللہ نیکی کو کئی گنا بڑھا چڑھا کر دے گا **لِيَجْزِيَ ٱلَّذِينَ** تاکہ وہ بدلہ دے ان لوگوں کو جو **ءَامَنُوا۟** ایمان لائے **وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ** اور انہوں نے عملِ صالح

کیے اور وہ جو ایمان لانے والوں کو اور عملِ صالح کرنے والوں کو بدلہ دے گا یہاں پہ یہ بھی بتایا جا رہا ہے کہ وہ بدلہ ان کی نیکیوں کا نہیں ہوگا **مِن فَضْلِهِۦ** یہ اللہ کا فضل ہوگا تو جنت میں داخلہ اس وجہ سے نہیں ملے گا کہ کوئی جنت کا حقدار بن گیا اپنے ایمان اور عملِ صالح کی وجہ سے نہیں میری بہنوں محض اللّٰہ کا فضل ہوگا یہ بڑی خاص بات ہے جو یہاں پر بتایا جا رہی ہے کہ محض اللہ کے فضل سے اصل بدلہ جو ہے اس سے زائد اجر کے طور پر اللہ تعالی جزا دے گا اب آپ دیکھئے کہ دنیا میں جس انسان نے اللہ کا شکر ادا کیا وہ فرما بردار بن کر رہا تو کتنی بھی وہ شکر گزاری کرے اور کتنی بھی وہ اللہ کی بندگی کرے "حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا" ؎ میرا ہی نا صبور دل شکر بجا نہ لا سکا اس کی اطاعتوں کی تو کمی ہوئی نہیں" اور اللہ نے اتنا دیا ہے شیخ سعدی رحمت اللہ نے ایک بڑی خوبصورت بات کی وہ کہتے ہیں کہ اگر انسان ہر سانس میں اللہ کا شکر ادا کرے تو اللہ کا شکر نہیں ادا کر سکتا کیوں؟ وہ کہتے ہیں ہر سانس جو ہم لیتے ہیں تو کیا کرتے ہیں اکسیجن کو اندر لے جاتے ہیں اور کاربن ڈائ آکسائیڈ کو کیا کرتے ہیں باہر نکالتے ہیں اب ایک سانس میں نعمتیں تو دو استعمال کر رہے ہیں اور ہر سانس میں شکر ادا کریں تو الحمداللہ تو آپ نے ایک دفعہ کہا تو انسان تو اللہ کا شکر ادا نہیں کر سکتا پھر کرنا کیا چاہئے گویا کہ ایمان اور عمل صالح اور ایسا ایمان جس پر اللہ راضی ہو جائے ایسے عمل جو خاص اللہ رب العزت کے لئے ہوں **حدیث** کا مفہوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کسی شخص کو اس کا عمل جنت میں نہیں لے جائے گا صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ **کیا** آپ کے اعمال بھی آپ کو جنت میں نہیں لے جائیں گے فرمایا ہاں میرے اعمال بھی مجھے جنت میں نہیں لے جائیں گے الا یہ کہ اللہ اپنے فضل اور اپنی رحمت سے مجھے ڈھانپ لے" یہ بخاری کی روایت ہے تو اس کا مطلب کیا ہے کہ مجھے اور آپ کو اللہ تعالی جو بھی نیکیوں کی توفیق دیتا ہے اور ہم جو بھی نیکیاں کرتے ہیں تو یہ نیکیاں ہمیں جنت میں داخلہ نہیں کروا سکتی جب تک کہ ہم پر اللہ اپنا کرم اور فضل نہ کریں اس لئے رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے **اللَّهُمَّ حَاسِبْنِي حِسَابًا يَسِيرًا**۔ اور جب آپ ﷺ اللہ کی بندگی کرتے تھے عبادت کرتے تھے تو کیا ہوتا تھا کہ آپ کے پاؤں مبارک سوج جاتے تھے متورم ہو جاتے تھے تو لوگوں نے پوچھا کہ آپ ﷺ اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں آپ کے تو گناہ معاف ہو چکے ہیں تو کہا "کہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں"۔ تو ہمیں کیا کرنا چاہئے بہترین ایمان اور عمل صالح اپنے اندر پیدا کرنے چاہئے تا کہ ہمارا رب ہم سے خوش ہو جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جو مومن شکر گزار ہوتا ہے وہ عافیت سے بہت نزدیک ہوتا ہے" عا فیت میں رہتا ہے جو شکر ادا کرتا رہتا ہے پھر اسی طرح شیخ سعدی رحمہ اللہ کا ایک واقعہ ہے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے پاس جوتا نہیں تھا اور نہ جوتا خریدنے کیلئے پیسے تھے میں سخت تنگ دل ہو کر مسجد میں جا بیٹھا وہاں ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کے سرے سے پاؤں ہی نہیں تھے اس سے میرے دل میں شکر کا جذبہ پیدا ہوا کہ چلو اگر جوتا نہ سہی میرے پاؤں تو سلامت ہیں تو کیا کرنا چاہئے شکر کیسے پیدا کیا جائے عمل صالح کیسے ہمارے اندر ہوں اس کا یہ طریقہ ہے کہ میں اور آپ جذبہ شکر پیدا کرنے کے ذرائع اختیار کریں بندگی کے بہترین ذرائع اختیار کریں اور بہترین بندگی کے ذرائع کیا ہیں؟ ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے نمبر 1- کہ دنیا کے معاملے میں اپنے سے نیچے والے کو اور آخرت کے معاملے میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھا کریں۔ پھر نمبر 2- کیا ہے کہ جو بھی اللہ تعالی نے مجھے اور آپ کو نعمتیں دے رکھی ہیں تو ہم ان نعمتوں کا بار بار احساس پیدا کریں۔حضرت رابعہ بصری رحمہ اللہ علیہا کے بارے میں آتا ہے" کہ ایک شخص کو دیکھا کہ ہائے ہائے کر رہا ہے اور سر پر اس نے پٹی باندھی ہوئی ہے ہائے ہائے میرا سر تو کہنے لگیں کہ کتنا عرصہ اللہ نے سر تیرا ٹھیک رکھا تو صحتیاب تھا کیا کبھی تُو نے سر پر شکر کی پٹی بھی باندھی تھی آج تُو نے ناشکری کی

پٹی باندھی ہے" اور اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے مثلاً آپ دیکھیں کہ کبھی اگر آپ کے دانت میں درد ہوا ہو۔ دانت کی درد کی تکلیف کیا ہوتی ہے کہ کسی طرح لیٹ نہیں سکتے بڑی ظالم درد کتنی سخت تکلیف میں ہیں اور درد ذرا سا بھی تھمے تو کیا ہوتا ہے کہ اگر آپ لیٹیں تو شدید ہو جاتا ہے۔ توایک عورت کے ایسے ہی دانت میں بڑی شدید درد تھی پوری رات تکلیف میں کٹی اور کہتی ہیں کہ پہلی دفعہ مجھے یہ احساس ہوا کہ رات کو میں اتنے مزے سے سو جاتی تھی اسی طرح جیسے جب کبھی بخار ہو جائے اور دوائی لینی پڑے یا بچوں کو دینی پڑے اور اس وقت کبھی دو بجے کبھی بارہ بجے کبھی صبح کے چھے بجے اور اکثر میں ایسے موقع پر سوچتی ہوں کہ اللہ تیری کتنی بڑی نعمت ہے کہ میں روز آرام سے اتنا سوتی تھی اور اٹھنا نہیں پڑتا اور اٹھیں آپ اور پھر دوائی دیں اور اٹھنے کی وجہ سے تو بعض لوگ سحری کے بغیر ہی روزہ رکھ لیتے ہیں کہ ایسے ہی بس اٹھنا نہ پڑے روزے بھلے روز رکھوا لو حالانکہ سحری کرنا اللہ کے نبی ﷺ کی سنت ہے تو بہرحال ایمان اور عمل صالح یہ بہت ضروری ہیں اور پھر اس کے بعد پھر بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا **اللَّهُمَّ حَاسِبْنِي حِسَابًا يَسِيرًا۔ (اَللّٰهُمَّ اِنِّی أَسْأَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی)۔** پھر نمبر 3۔ ایک اور عمل صالح کا بہترین طریقہ کیا ہے کہ ہم قناعت اپنے اندر پیدا کریں قناعت بڑی ضروری ہے اور آج مسلمانوں کی زندگی سے قناعت چلی گئی ہے اور جتنا بھی ہمارے پاس مال دولت ہے اس پر ہم قناعت کریں وہ دل جو قناعت سے مالا مال ہے لکھ پتی کروڑ پتی دل ہے جس کے پاس کروڑ ڈالر ہیں لیکن وہ قناعت والا دل نہیں ہے تو وہ بڑا پریشان حال رہتا ہے اور جو قناعت والے لوگ ہوتے ہیں آپ دیکھیں بہت قیمتی کپڑے بھی نہیں پہنے ہوئے ہوتے ہیں اور گھر کے حالات بھی بہت اچھے نہیں ہوتے سادگی سے کھا رہے ہوتے ہیں سادگی سے جی رہے ہوتے ہیں پر قناعت کی دولت سے مالا مال ہر وقت پر سکون مسکراتے بہت روحانی سے،نورانی سے چہرے مجھے تو لگتے ہیں بس قناعت الحمدللہ اللہ نے ان کو جس حال میں رکھا ہے اس پر خوش رہتے ہیں پچھلے دنوں ایک عید پارٹی تھی لوگ اکٹھے تھے لوگ باتیں کرتے ہیں اکثر باتیں جب ہوتی ہیں میں اکثر سوچتی ہوں یقیناً آپ بھی سوچتے ہوں گے اور ایک عورت کہنے لگی کہ موٹی بہت ہوگئی ہوں میں نے کہا اچھا تو اتنی حسرت سے انہوں نے کہا کہ بڑے دل سے اتنے اچھے کپڑے سلوا کر لائی تھی پاکستان سے ایک بھی پورا نہیں آتا آپ سوچیے تو سہی اور اس سے پہلے جو آیا گیا تھا وہ بھی بہت سے کپڑے ابھی پڑے ہیں موٹاپا بڑھتا جا رہا ہے لیکن جب میں پاکستان گئی تھی تو میں ذرا دبلی پتلی ہو گئی تھی وہاں جاتے ہیں تو وزن تھوڑا سا کم ہو جاتا ہے تو پھر دبلے پتلے ہم بہت اچھے لگتے ہیں تو کہتے ہیں اب ذرا تنگ کپڑے سلوانے ہیں۔تو کپڑے بھی سلوا لئے اور یہاں آئی تو پھر ویسی ہوگی جیسی تھی تو یہ کیا ہے آپ سوچیں ذرا اس بات پہ صندوق بھرے ہوئے ہیں دل بھی نہیں چاہتا میں کسی کو دے دوں پہلے کے پڑے ہوئے ہیں اور سلوا کر لے آئی ہوں اب صندوق بھرے ہوئے ہیں الماریاں بھری ہوئی ہیں کتنی شرمندگی ہوتی ہے کہ وہ بھر بھر کر جیسے دودھ نہیں ابلتا کبھی کھڑی چائے ابل جائے آپ کا چولہا گندا ہوتا ہے کتنا دل خراب ہوتا ہے کتنی دل پہ افسردگی ہوتی ہے ذرا ایک دیر رہتی تو آج دودھ اور چائے ابل کر چولہا خراب نہ ہوتا اتنی محنت سے میں نے صاف کیا ہے اب ہر روز ہماری الماریاں ابلتی ہیں ہر روز صندوق ابلتے ہیں اندر جگہ نہیں ہے پھر بھی یہ دل نہیں ابلتا پھر بھی دل سیر نہیں ہوتا اس میں قناعت نہیں ہے تو بہرحال **إِنَّهُۥ لَا يُحِبُّ ٱلْكَٰفِرِينَ** یقیناً اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔ تو وہ دل کہاں سے لائیں جو اللہ کی محبت سے بھر دیں اور پھر جو چیزیں ہمارے پاس ہیں واقعی ہم دوسروں کو دیں اللہ کی راستے میں دیں اور وہ چیزیں بڑی خوبصورت ہیں۔ اچھا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بڑی اچھی چیز اللہ کی راستے میں دے دی ہمت کرکے جرأت کرکے پھر بھولتی نہیں ہے سب سے بڑی انگوٹھی تھی جب آیت پڑھی **لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ** (92۔ سورت آل عمران)۔ وہ میں نے دے دی

سب سے قیمتی انگوٹھی وہ ہیرے والی انگوٹھی وہ میں نے دے دی۔ دے تو دی تھوڑی دیر کے لئے جذباتی ہو کر شوخی میں آ کر پھر وہ یاد آتی ہے تو نیکی کر دریا میں ڈال، نیکی کر پھر بھول جا کہ نیکی کی ہے یہ ہیں عمل صالح۔ پڑھ ہی لی نماز،، رکھ ہی لئے روزے کبھی مسکرا کر مل ہی لیا، کبھی کسی کی خدمت کر دی بھولتیں نہیں کس مشقت سے رات جاگی تھی کس مشقت سے اس کے لئے کھانا بنایا تھا کتنا میں تھک گئی تھی کتنا میرے سر میں درد تھا بھولتے ہی نہیں ہیں۔ اللہ اکبر۔ **اَسْتَغْفِرُ اللہَ رَبِّیْ مِنْ کل ذَنبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ** اللہ تعالی ہمارے گناہ معاف کر دے اور ہمیں بہترین مسلمان بنائے اور ایسے مسلمان کہ فرشتے بھی اِن پر رشک کریں اور ایسے بہترین عمل کہ فرشتے ان کا استقبال کرنے کا انتظار کریں اور ایسی اللہ مجھے اور آپ کو موت دے جس میں پرندے بھی روئیں جانور بھی روئیں ہوائیں بھی روئیں اور آسمان اور زمین بھی اداس ہو زمین روئے کہ یہ مجھ پر نمازیں پڑھا کرتی تھی اب یہ چلی گئی آسمان روئے کہ وہ نظارے اب نظر نہیں آتے جو اس کے وجود سے زمین پر دنیا میں قائم تھے اب وہ نظارے نہیں ملتے ایثار کے ،قربانی کے، انفاق کے اور پرندے کہیں یہ اتنی نیک تھی اس کی وجہ سے اتنی بارش ہوتی تھی اتنا اللہ رزق ملتا تھا اتنا یہ مجھے کھلاتی پلاتی تھی اور رشتے دار روئیں اور بہت سے یتیم مسکین اور بیوہ جن کی مدد کیا کرتے تھے جن کا حال پوچھا کرتے تھے جن کی تعزیت کیا کرتے تھے جن کی عیادت کیا کرتے تھے وہ ہماری موت پر روئیں اللہ ہمیں ایسی موت دے اور اتنا بڑا جنازہ ہو اور کہیں سے وہ لوگ آ جائیں جو کسی نے دیکھے ہی نہیں تھے کسی کو پتہ ہی نہیں تھا سن کر لوگ آگئے کہ اللہ نے ان کے دلوں میں ہماری محبت ڈال دی تھی۔ اللہ جن سے محبت کرتا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو کہتا ہے کہ اس سے محبت کرحضرت جبرائیل علیہ السلام آسمان کے سارے فرشتوں میں اعلان کرتے ہیں پھر آسمان سے وہ محبت زمین والوں کے دلوں میں ڈال دی جاتی ہے کہ فلاں بندی سے اللہ محبت کرتا ہے زمین والوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ اللہ ہمیں یہ محبت دے دے اللہ ہمیں ایسی زندگی دے دے اللہ ہمیں ایسی موت دے دے۔(آمین) اس کی صحبت میں بیٹھ کے دیکھو کہ زندگی کتنی خوبصورت ہے اللہ ہمیں ایسی صحبت دے ہر چیز حسین لگے غموں کے پہاڑ ٹوٹے ہوئے ہیں لیکن وہ اتنے صبر شکر کے ساتھ رہ رہی ہے کہ موت پر بھی رشک آ رہا ہے کہ جو اس کے گھر میں موت آئی ہے کتنا بہترین عمل ہے۔

آیت نمبر 46۔ وَمِنْ ءَايَٰتِهِۦٓ أَن يُرْسِلَ ٱلرِّيَاحَ مُبَشِّرَٰتٍ وَلِيُذِيقَكُم مِّن رَّحْمَتِهِۦ وَلِتَجْرِىَ ٱلْفُلْكُ بِأَمْرِهِۦ وَلِتَبْتَغُوا۟ مِن فَضْلِهِۦ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

ترجمہ۔ اُس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ ہوائیں بھیجتا ہے بشارت دینے کے لئے اور تمہیں اپنی رحمت سے بہرہ مند کرنے کے لئے اور اس غرض کے لئے کہ کشتیاں اس کے حکم سے چلیں اور تم اس کا فضل تلاش کرو اور اس کے شکر گزار بنو

وَمِنْ ءَايَٰتِهِۦٓ أَن يُرْسِلَ ٱلرِّيَاحَ اور اس کے نشانیوں میں سے ہے نشانیوں کی بات ہے نا اور اللہ تعالیٰ بار بار پیار سے محبت سے کبھی ایک نشانی کبھی دوسری نشانی۔ آپ نہیں آپ بچے سے پیار کرتی ہیں نا آپ کا بچہ کھاتا نہیں ہے آپ اس کو کھلانا چاہتی ہیں کھاتا ہی نہیں کبھی آپ کہتی ہیں کہ اچھا pizza بنا دیتی ہوں کبھی آپ کہتی ہیں چلوsausage بنا دیتی ہوں کبھی آپ کہتی ہیں میں pasta بنا دیتی ہوں میں روٹی بنا دیتی ہوں پراٹھا بنا دیتی ہوں چُوری آپ کہتی ہیں کسی طرح میرے بیٹے کے منہ میں کوئی نوالہ چلا جائے اب یہ کل کی بات ہے گھر میں روزہ تھا اور بیٹے کو pizza بڑا پسند ہے اور سب کو پسند ہے یہ تو ایسے لگتا ہے کہ ایسا سماجی دباؤپورے کے پورے مغرب میں ساری نوجوان نسل ایسے

مزے کر کے کھاتے ہیں اور آپ کتنی محنت سے کھانے بناتے ہیں تو دیکھتے نہیں ہیں اب سکول سے آتے ہی آ کے مجھے جگا کے پوچھ رہا ہے ماما آج pizza بنائیں گی pizza کھلائیں گی میں نے کہا میں وعدہ نہیں کرتی ابھی میں دیکھتی ہوں کہ کیا ہوگا میں نے کہا وعدہ کر لیا پتہ نہیں پنیر ہی میرے پاس نہ ہو تو pizza نہ بن سکے پنیرتھا میں نے کہا چلو pizza بناتی ہوں پھر وہ پڑھائی میں مصروف ہو گیا اس کو نہیں پتہ چلا بہرحال میں نے pizza بنایا اور اس کے بعد میں نے دو pizza بنائے اور کھانا جو تھا وہ الگ تھا تو اپنے ابو کے پاس گیا(اس کو نہیں پتہ تھا میں نے pizza بنایا)تو بابا آپ میرے لئے بازار سے لاسکتے ہیں تو جب pizza آ جاتا تو وہ کھاتا نہیں ہے زیادہ۔ تو انہوں نے کہا کہ تم کون سا کھاؤ گے اور پھر ٹائم گھڑی کی طرف دیکھا تو ٹائم بہت تھوڑا رہتا تھا روزہ کھلنے میں تو اتنی دیر میں pizza نہیں آ سکتا تھا میں نے جا کے پیچھے سے اشارہ کیا کہ میں نے pizza بنا لئے ہیں اس کو پتہ نہیں ہے تو انہوں نے پوچھا اچھا اگر pizza جائے تو کیا کرو گے تو کہہ رہا ہے کہ روزہ رکھا ہوا تھا بھوک لگی تھی کہنے لگا میں نا پورا آدھا کھا جاؤں گا پھر جب pizza سامنے آیا تو ایک دو پیس کھا کے تو پھر اب بھوک نہیں ہے اچھا پھر اس کو اٹھا دیں میں پھر دوبارہ کھاؤں گا کیونکہ روزے میں ویسے بھی نہیں کھایا جاتا اور کچھ بچے کھاتے نہیں فرمائشیں زیادہ کرتے ہیں تو آپ کیا کرتے ہیں آپ کچھ بھی تھکے ہوئے ہوں کتنے پریشان حال ہو آپ کہتے ہیں کہ نہیں میرا بچہ ہے اس کی میں خواہش پوری کر دوں اور ہر ماں ایسے کرتی ہے تھکی ہوئی ہوتی ہے نڈھال ہوتی ہے اور میں یہ سورت الروم پڑھ رہی ہوں آپ بھی پڑھ رہی ہیں اور کتنے دن ہو گئے ہیں اور پچھلے دنوں بھی ایک سبق ہم نے صرف اس لئے رکھا تھا **وَمِنْ ءَايَٰتِهِۦٓ** آیتِ قدرت اس کی ہم نے پڑھی تھیں اور آپ دیکھیں کہ بار بار اللہ تعالیٰ اپنی نشانیاں، اپنے عجائبات، اپنے کمالات، اپنے کرشمے اس کی طرف متوجہ کرتے ہیں کہتے ہیں اے انسان آنکھ تو کھول اے انسان اپنے کانوں کو تو کھول ذرا سن تو سہی ذرا سیر تو کر ذرا نظارہ تو کر ذرا دیکھ تو سہی ذرا میری طرف متوجہ تو ہو یہ میری کائنات تو دیکھ جو میں نے تیرے لئے سجائی ہے تو کیسا ظالم ہے تو کیسا کافر ہے تو کیسا مشرک ہے تو کیسا منافق ہے تو میرا کیوں نہیں ہوتا **وَمِنْ ءَايَٰتِهِۦٓ** اور اس کی نشانیوں میں سے ہے **أَن يُرْسِلَ ٱلرِّيَاحَ مُبَشِّرَٰتٍ** کہ وہ بھیجتا ہے **ٱلرِّيَاحَ** ہواؤں کو **مُبَشِّرَٰتٍ** خوشخبری دینے والیاں ہوائیں۔ پیغمبر بھی آئے خوشخبری دینے والے بشیر بن کر قرآن نے بھی بشارتیں دیں اب یہاں پہ ہواوں کا ذکر کیا جا رہا ہے اور آپ کو پتہ ہے **ٱلرِّيَاحَ** اس کے معنی ہوتے ہیں خوشگوار ہوائیں اگر ریحٌ ہوتا تو معنی کیا تھے؟ عذاب کی ہوائیں کبھی کبھی اس سے ہٹ کر ہوتا ہے پر زیادہ تر **ٱلرِّيَاحَ** کا لفظ اچھی ہواؤں کے لئے آتا ہے اب ہوائیں کیسی ہیں؟ مبشراتِ خوشخبری دینے والیاں ہیں خوشگوار ہوائیں ہیں اس آیت میں دو قسم کی خوشگوار ہواؤں کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کے فوائد کا وہ دو قسم کی ہوائیں کیا ہیں **وَلِيُذِيقَكُم مِّن رَّحْمَتِهِۦ** تاکہ وہ تمہیں اپنی رحمت سے آشنا کرے۔ تاکہ وہ اپنی رحمت سے تمہیں لطف اندوز کرے تو ہواؤں کا ایک فائدہ اور اس کی ایک قسم کیا ہے کہ اپنی رحمت سے تمہیں لطف اندوز کرے سے مراد کیا ہے کہ جب بادل آتے ہیں جب بارش آنے والی ہوتی ہے آپ دیکھتے ہیں بارش سے پہلے، بادلوں سے پہلے، ہوائیں چلنی شروع ہو جاتی ہیں جب ہوائیں چلتی ہے اور ہوا کے ساتھ ہی بادل آنے لگتے ہیں اور بادلوں کے ساتھ ہی کیا ہوتا ہے کہ دلوں کو ایک ٹھنڈک ملتی ہے فرحت ملتی ہے اور گویا کہ بادلوں اور بارش سے پہلے ہوائیں خوشخبری دیتی ہیں کہ بارش ہونے والی ہے ہے زمین سیراب ہونے والی ہے اور آپ کو پتہ ہے کہ زمین میں بارش کے بہت سے فائدے ہیں آپ پچھلی سورتوں میں پڑھ چکے ہیں تو یہاں بھی وہی بات ہے۔ **أَن يُرْسِلَ ٱلرِّيَاحَ مُبَشِّرَٰتٍ وَلِيُذِيقَكُم مِّن رَّحْمَتِهِۦ** تاکہ وہ تمہیں ہواؤں کے ذریعے اپنی رحمت کا مزہ چکھائے اور یہاں پہ رحمت سے مراد بارش ہے دوسرا فائدہ کیا ہے ہواوں کا **وَلِتَجْرِىَ ٱلْفُلْكُ** اور اس غرض سے ہوائیں چلتی ہیں کہ کشتی چلےاور

فلک لفظ اسم جنس ہے اسم جنس کا معنی کیا ہوتا ہے واحد جمع مذکر مؤنث سب چیز کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اس غرض کے لئے اللہ تعالی ہواؤں کو چلاتا ہے **وَلِتَجۡرِيَ ٱلۡفُلۡكُ بِأَمۡرِهِۦ** کہ اس کے حکم سے کشتیاں چلیں ایک خاص قسم کی ہوائیں ہوتی ہیں جو کشتیوں کے چلنے میں بہت فائدہ دیتی ہیں آج کل تو جیسے پٹرول کے ذریعے بھی کشتیاں اور جہاز چلتے ہیں پہلے زمانے میں تو ایسا نہیں تھا کشتیاں اور جہاز بادبانی ہوتے تھے ہواؤں سے وہ چلتے تھے اور زیادہ تر ان کا انحصار ایسی ہواؤں پر ہوتا تھا جو جس طرف کو وہ جانا چاہتے ہیں اس رخ کی ہوائیں **بادِ موافق** اب تو دخانی اور سٹیم اور پٹرول اور گیس مختلف قسم کے جہاز آ چکے ہیں کشتیاں آ چکی ہیں تو یہاں پر اللہ تعالیٰ کیا بتا رہے ہیں کہ میں ہواؤں کو بھیج دیتا ہوں ہوائیں جونہی چلنے لگتی ہیں تمہارے چہرے تمتما اٹھتے ہیں ہوائیں خوشخبری لے کر آتی ہیں کہ اب تمہاری تجارت کو فروغ ہوگا وہ تمہارا جہاز جو سامان سے لدا ہوا کھڑا ہے سمندر کے کنارے پر جو نہی ہوائیں چلی ہیں تمہارا تجارتی سفر شروع ہو گیا تمہارا جہاز کشتی چلنا شروع ہو گئی اب تم دوسرے ملک میں جا کر خوب نفع کماؤگے تو یہ ہوائیں کیسے چلیں؟ کیا تمہارے بتوں نے چلائیں کیا؟ تمہارے معبودوں نے چلائیں؟ کیا تمہارے شریکوں نے چلائیں؟ نہیں **بِأَمۡرِهِۦ** یہ اللہ کے حکم سے چلتی ہیں **وَلِتَبۡتَغُواْ مِن فَضۡلِهِۦ** تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو تجارت کرو اور خوب نفع کماو **وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُونَ** اور شاید کہ تم شکر گزار بنو ایمان، عمل صالح بندگی دراصل شکر گزاری ہی تو ہے کہ انسان اللہ کا شکر گزار ہو جائے وہ اللہ کا بندہ بن جائے ایک **کہانی** بیان کی جاتی ہے کہ ایک غریب آدمی کسی شخص کے پاس گیا اور اپنی غربت کا بہت زیادہ رونا رویا کہا بہت ہی غریب ہوں وہ شخص جو تھا اس نے کہا کہ اگر میں تمہیں ایک لاکھ روپیہ دوں تو کیا تم مجھے اپنا ایک پاؤں کاٹ کر دے دو گے وہ شخص جو غریب تھا سخت ناراض ہوا اور صاف جواب دیا ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا اب اس شخص نے کہا چلو دوست پاؤں نہ سہی ایک ہاتھ ہی کاٹ دو دوسرے ہاتھ سے کام کر لینا اس سے بھی وہ ناراض ہوا اس نے بات نہ مانی اس نے کہا چلو ہاتھ نہ سہی آنکھ ہی نکال دو اس کا کوئی زیادہ نقصان نہیں ہوگا کیونکہ دو آنکھیں ہوں یا ایک آنکھ سارے نظارے دنیا کے دیکھے جا سکتے کام ہو سکتے ہیں ایک سوال کر رہا تھا اور جو فقیر تھا وہ کیا کر رہا تھا اس نے کہا کہ نہیں یہ بھی نہیں ہو سکتا اس شخص نے کہا اچھا میں آخری بات تم سے کرنے لگا ہوں اور وہ یہ ہے کہ چلو مجھے اپنا ایک کان کاٹ کر دے دو اس سے تو قطعی کوئی حرج واقع نہیں ہوگا(اوپر سے کان کٹ بھی جائے نا تب بھی انسان اندر سے سن سکتا ہے اگر صرف اوپر سے کٹ جائے) اس پر اس نے بگڑ کر کہا میں ایسا بھی نہیں کر سکتا تو اس شخص نے کہا میاں ذرا غور کرو اتنے لاکھوں کا مال تمہارے پاس ہے اس کے باوجود تم روتے ہو کہ میں مفلس ہوں اب تمہارا ہر عضو جو میں نے ایک لاکھ روپے کے عوض مانگا لاکھ لاکھ سے زیادہ قیمتی تھا تب ہی تو تم نے مجھے دینا منظور نہ کیا اب بتاؤ کہ تم فقیر ہو یا لکھ پتی کروڑ پتی تو ہم سب کروڑ پتی ہیں اور پھر روتے رہتے ہیں **وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُونَ** تو کبھی اپنے جسم کو دیکھیں **عالمِ اصغر** کو دیکھیں کبھی **عالمِ اکبر** باہر کی دنیا کو دیکھیں اور کیا کریں اللہ کا شکر ادا کریں۔ ایک لڑکی اس کی ماں نہیں تھی اور جب وہ گھر آتی تھی کبھی دیر سے کبھی جلدی اس کو کوئی نہیں پوچھتا تھا کہ تو جلدی کیوں آگئ دیر سے کیوں آئی اور اس کی دوست کی والدہ تھیں اور وہ لڑکی اپنی دوست(جس کی ماں نہیں تھی) کو یہ کہتی تھی کہ اگر میں دیر سے گئی تو میری امی پوچھیں گی تو وہ لڑکی اس بات پر افسردہ تھی کہ میری ماں ہوتی تو وہ بھی مجھ سے پوچھتی کہ تُو نے یہ کیوں کیا اور تُو نے یہ کیوں نہ کیا تو کیا ہے والدین بہت بڑی نعمت ہیں۔ ہر نعمت کا جائزہ لیتی چلی جائیں۔ باپ کی قدر کرنی ہے تو اس یتیم سے پوچھیں جس کے سر پر باپ نہیں ہے شوہر کی قدر کرنی ہے تو اس عورت سے پوچھیں جس کا شوہر نہیں ہے اور ہم کیا کرتے ہیں شوہروں کے ناشکری کوئی کہتی ہے میرے شوہر کو غصہ بہت

آتا ہے کوئی کہتی ہے میرا شوہر تو نکما ہو گیا گھر بیٹھا رہتا ہے کوئی کہتی ہے میرا شوہر تو بس اپنی باتوں کا کھاتا ہے اور مختلف طریقے سے ہمیں شوہر کے اندر بہت سی باتیں نظر آتی ہیں ہے نا تو ایک بات یاد رکھیں میں ہوں یا ہمارے شوہر ہوں یا ہم جو ان کی بیویاں ہیں ہم میں سے کوئی بھی مکمل نہیں ہم سب انسان ہیں اور انسان۔ **عَجُولًا** پیدا کیا گیا ہے ضعیف پیدا کیا گیا ہے کمزور ہے خطائیں انسان سے ہو جاتی ہیں تو کیا کرنا چاہئے ہنس مسکراکر زندگی کو گزارنا چاہئے جو غلطیاں اور کمزوریاں ہیں دوسروں کی ان کو نظر انداز کیا کریں ہم صبر کیا کریں اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صابرہ اور شاکرہ بنا دے اور مجھے اپنے شوہر کی اطاعت گزار بھی بنا اور اپنی اطاعت گزار بھی بنا میں بھی یہ دعا کرتی ہوں آپ بھی یہ دعا کریں تو آئیے بندوں کا شکر ادا کریں اور تاکہ اللہ کا بھی شکر ادا کر سکیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا"۔ کوئی ایک رومال دے دے تو ہم کہتے شکریہ شکریہ کہتے نہیں تھکتے۔ لیکن کیلا کھاتے ہیں اور چھلکا پھینک دیتے ہیں کیا شکریہ ادا کرتے ہیں سخت پیاس لگی ہے ٹھنڈے پانی کا گلاس پیا ہے کیا شکریہ ادا کرتے ہیں تو یہ جو ہوائیں ہیں یہ بہت بڑی اللہ کی نعمت ہیں پھر بارش بھی اور تجارت کا ہونا

آیت نمبر 47۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَآءُوهُم بِٱلْبَيِّنَٰتِ فَٱنتَقَمْنَا مِنَ ٱلَّذِينَ أَجْرَمُوا۟ ۖ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ

ترجمہ۔ اور ہم نے تم سے پہلے رسُولوں کو ان کی قوم کی طرف بھیجا اور وہ ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر آئے، پھر جنہوں نے جرم کیا اُن سے ہم نے انتقام لیا اور ہم پر یہ حق تھا کہ ہم مومنوں کی مدد کریں

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ رُسُلًا اسی طرح ہم نے تمہارے طرف رسولوں کو بھیجا **إِلَىٰ قَوْمِهِمْ** اِن کی قوم کی طرف **فَجَآءُوهُم بِٱلْبَيِّنَٰتِ** وہ آئے ان کے پاس بینات لے کر **بَيِّنَٰتِ** کیا تھیں سب سے پہلے 1۔ خود رسول کا کردار بینہ ہوتا ہے2۔ جو کتاب اللہ رسول کو دیتا ہے3۔ جو معجزات دیتا ہے اور پھر رسول کیا کرتا ہے؟ کائنات کے بکھری ہوئی جو نشانیاں ہیں بینات ہیں اس کی طرف بھی متوجہ کرتا ہے **فَجَآءُوهُم بِٱلْبَيِّنَٰتِ** وہ ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر آئے قسم قسم کی نشانیاں **فَٱنتَقَمْنَا** پھر کیا ہوا **فَٱنتَقَمْنَا مِنَ ٱلَّذِينَ أَجْرَمُوا۟ ۖ** پھر ہم نے ان سے انتقام لیا اور ہر ایک سے نہیں صرف ان لوگوں سے جو گناہگار تھے جنہوں نے جرم کیا تھا تو ہم نے ان سے انتقام لیا ہم نے پھر کیسے انتقام لیا کہ جو ان نشانیوں سے اندھے بن کر انہوں نے شر کیا پھر توحید کے انکاری بن کر رہے تو ہم نے ان کو صفحہء ہستی سے مٹا دیا **وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ** ہم پر یہ حق تھا کہ ہم مومنوں کی مدد کریں۔ تو مومنوں کی مدد کرنا یہ کیا ہے؟ یہ ہمارا فرض ہے اور ایمان لانے والوں کا حق ہے تو رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی جارہی ہے کہ آپ اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں رسول بنا کر اور آپ ﷺ کی قوم آپ سے معجزات کا مطالبہ کر رہی ہے تو پہلے رسول تو معجزات لے کر آئے تھے ان کے پاس دلائل تھے پھر ان کی قوموں نے ان کو جھٹلایا وہ ایمان ہی نہ لائے تو پھر ہم نے بھی ان کو نیست و نابود کر دیا اور اہل ایمان کی مدد کی تو اے محمد ﷺ آپ اور آپ کے ساتھی بے یار و مددگار نہیں رہیں گے آپ کی ہم مدد کریں گے **وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ** پھر یہاں پر اللہ تعالیٰ اپنی ایک اور نشانی کی طرف متوجہ کرتے ہیں

آیت نمبر 48۔ ٱللَّهُ ٱلَّذِى يُرْسِلُ ٱلرِّيَٰحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهُۥ فِى ٱلسَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهُۥ كِسَفًا فَتَرَى ٱلْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَٰلِهِۦ ۖ فَإِذَآ أَصَابَ بِهِۦ مَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦٓ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ

ترجمہ۔ اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے اور وہ بادل اٹھاتی ہیں، پھر وہ اِن بادلوں کو آسمان میں پھیلا دیتا ہے جس طرح چاہتا ہے اور انہیں ٹکڑیوں میں تقسیم کرتا ہے، پھر تُو دیکھتا ہے کہ بارش کے قطرے بادل سے ٹپکے چلے آتے ہیں یہ بارش جب وہ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے برساتا ہے

ٱللَّهُ ٱلَّذِى يُرْسِلُ ٱلرِّيَٰحَ فَتُثِيرُ اللہ ہی تو ہے جو بھیجتا ہے جو چلاتا ہے جوارسال کرتا ہے روانہ کرتا ہے **ٱلرِّيَٰحَ** ہواؤں کو **فَتُثِيرُ** پھر وہ اٹھاتی ہیں **سَحَابًا** بادلوں کو آپ پڑھ چکی ہیں **سَحَابًا** کون سے بادل ہوتے ہیں **(س ح ب)** کھینچ کر لانا، ہوائیں بادلوں کو کھینچ کر لاتی ہیں تو یہاں پر کیا فرمایا جا رہا ہے کہ **فَتُثِيرُ سَحَابًا** پھر وہ بادل پھیلا دیتی ہیں۔ ہواؤں کو بھیجتا ہے اور ہوائیں کیا کرتی ہیں بادلوں کو اٹھاتی ہیں اب آپ دیکھ لیں کہ بادل جہاں بھی ہوتے ہیں ہوائیں ان کو وہاں سے اٹھا کر لے جاتی ہیں پھر کیا کرتی ہیں **فَيَبْسُطُهُۥ** پھر وہ ان کو پھیلا دیتی ہیں اب کیسے پھیلا دیتی ہیں کبھی چلا کر، کبھی ٹھہرا کر، کبھی تہہ بہ تہہ کر کے، کبھی دور دراز تک آسمان پر کبھی آپ جو بادل ہوں تو ان کی مختلف کیفیات دیکھیں **فَيَبْسُطُهُۥ فِى ٱلسَّمَآءِ** پھر ہوائیں بادلوں کو آسمان پر پھیلا دیتی ہیں اکٹھا کرتی ہیں الگ کرتی ہیں اور پھر ان کو وہ پھیلا دیتی ہیں پھر ہوتا کیا ہے اچھا یہاں پہ **فَيَبْسُطُهُۥ فِى ٱلسَّمَآءِ** کے بعد ہے **كَيْفَ يَشَآءُ** جس طرح وہ چاہتا ہے کون؟ اللہ **ٱللَّهُ ٱلَّذِى** یہ اللہ کے لئے آیا ہے جس طرح اللہ چاہتا ہے وہ کرتا ہے کہ ہواؤں کو بھیجا ہواؤں نے جو ہے بادلوں کو اٹھایا اور پھر ان بادلوں کو آسمان میں پھیلا دیا کبھی نیچے، کبھی اوپر، کبھی اکٹھا، کبھی کسی طرح **وَيَجْعَلُهُۥ كِسَفًا** پھر ان بادلوں کو ٹکڑیوں میں تقسیم کر دیا **فَتَرَى ٱلْوَدْقَ** پھر تو دیکھتا ہے بارش **وَدْقَ** کونسی بارش ہے؟ جو آہستہ آہستہ ہوتی ہے اور بہت دیر تک ہوتی رہتی ہے لگتار ہونے والی بارش اب دھیمی دھیمی بارش ہے اور مسلسل ہو رہی ہے اگر بارش بالٹیوں میں آنی شروع ہو جاتی آہستہ آہستہ ہونے والی بارش جو ہے وہ ہلکی نہ ہو بہت تیز بارش ہو یعنی بالٹی بالٹی بھر پانی آنے لگے تو پھر کیا ہو جائے سب چیزیں بہہ جائیں تو یہاں پہ بتایا جا رہا ہے کہ ایسی بارش ہوتی ہے جیسی کہ لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے تو بارش کے ضرورتمند اُس کو دیکھ کر خوش ہو جاتے ہیں **فَتَرَى ٱلْوَدْقَ** تو دیکھتا ہے بارش کو **يَخْرُجُ مِنْ خِلَٰلِهِۦ** کہ اس کے درمیان میں سے بارش نکلتی ہے۔ پھر آپ دیکھتے ہیں کہ اس کے اندر سے قطرے نکلتے ہیں خلال کس کو کہتے ہیں درمیان کو۔ کیسا درمیان؟ جیسے دو چیزیں جو آپس میں جُڑی ہوئی ہیں وہ خلال دانت جُڑے ہوئے ہیں جیسے انگلیاں جُڑی ہوئی ہیں آپ پاؤں کے اندر وضو کرتے ہوئے خلال کرتے ہیں کہ اندر پانی گیا ہے کہ نہیں۔ اب بادل جو جُڑے ہوئے تھے۔ ہیں وہ روئی کے گالوں کی طرح **كِسَفًا** ٹکڑے ٹکڑے ہیں لیکن آہستگی سے اوپر نیچے کر دیئے جاتے ہیں مشکل نہیں ہے تہہ بہ تہہ ایک کے اوپر دوسرا چھوٹا بڑا ترتیب بھی ہے بے ترتیب بھی ہیں تو اب ان کے درمیان میں سے **وَدْقَ** آنا شروع جاتا ہے یہاں میں **مطر** اور **ماءً** نہیں کہا بلکہ خاص قسم کی بارش ہے آہستہ آہستہ ہوتی ہے مسلسل ہوتی ہے تو یہ آنی شروع جاتی ہے **فَإِذَآ أَصَابَ بِهِۦ مَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦٓ** پھر کیا ہوتا ہے کہ **فَإِذَآ أَصَابَ بِهِۦ** پھر وہ اس کو پہنچا دیتا ہے **مَن يَشَآءُ** جس کو وہ چاہتا ہے **مِنْ عِبَادِهِۦٓ** اپنے بندوں میں سے **إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ۔** **إِذَا** کیا ہے؟ فوراً، اسی وقت، یکایک **هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ** پھر وہ خوش ہو جاتے ہیں اب جس کو جتنی ضرورت ہے اتنی اس کے

کھیت کو اگر بارش مل گئی ہے تو پھر کیا ہے کہ لوگ جو ہیں **يَسۡتَبۡشِرُونَ** خوش ہو جاتے ہیں آپ دیکھئے آیت46 میں ہوائیں ہیں **مُبَشِّرَٰتٍ** آیت 47 میں پیغمبر ہیں **مُبَشِّرَٰتٍ** یہاں پہ مبشرات ان کے لئے آیا تو نہیں لیکن وہ جو کچھ لے کر آئے وہ **مُبَشِّرَٰتٍ** ہی تو تھا وہ خود بشیر تو تھے اب یہاں پر جو ذکر ہو رہا ہے وہ کیا ہے کہ انسان خوش ہو جاتا ہے یعنی اللہ کی نعمتوں کو پا کر تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی ہے۔ کہ انسان کو اللہ تعالیٰ جب نوازتا ہے تو انسان کیا کرتا ہے؟ خوش ہو جاتا ہے۔ تو بارش کا برسنا یہ اللہ کے عمل کی قدرت بھی ہے اور اللہ کی بہت بڑی حکمت بھی ہے اب آپ دیکھیں ہوا ایک کنکر کا بوجھ تو برداشت نہیں کر سکتی کنکر زمین پر آ گرتا ہے اگر ہوا کے اندر ہو ہوا میں نہیں رہتا نیچے آ جاتا ہے لیکن یہی ہوائیں پانی کو بخارات بنا کر ایک کاغذ کے پرزے کی طرح اپنے دوش پر اٹھائے پھرتی ہیں پھر وہ پانی کے جو بخارات ہوتے ہیں جن میں کڑوڑوں ٹن پانی موجود ہوتا ہے اس وزن کا آپ اندازہ زمین کے اس رقبے سے لگائیں کہ کتنی بارش ہوتی ہے۔ ہوائیں اپنے کندے پر اس پانی کو بخارات بنا کر اڑا کر لے کر جاتی ہیں پھر اس کے بعد دوبارہ وہ بارش بن کر لوگوں پر برسنا شروع ہو جاتا ہے۔ تو یہ جو پانی کا چکر ہے اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے ایسے ہی نہیں ہو جاتا بلکہ کیا ہے کہ باقاعدہ ہوائیں ہیں جو یہ کام کرتی ہیں یہ اللہ کی قدرت کی بہت بڑی نشانی ہے یہ ہوائیں بہت کچھ کرتی ہیں کبھی وہ کیا کرتی ہیں؟ کہ پودوں کو حاملہ کر دیتی ہیں ہواؤں کو **لَوَاقِحَ** بھی کہا گیا جس کا مطلب کیا ہے؟ بار بردار ہوائیں بھر دینے والی تو ہوائیں بادلوں کو دھکیلتی ہیں اور بارش لاتی ہیں اور نہ جانے کیا کیا کرتی ہیں اور لوگو! تم خوش ہو جاتے ہو حالانکہ جب بارش نہیں تھی تمہارا حال کیا تھا

آیت نمبر 49۔ وَإِن كَانُواْ مِن قَبۡلِ أَن يُنَزَّلَ عَلَيۡهِم مِّن قَبۡلِهِۦ لَمُبۡلِسِينَ

ترجمہ۔ تو یکایک وہ خوش و خرم ہو جاتے ہیں حالانکہ اس کے نزول سے پہلے وہ مایوس ہو رہے تھے

وَإِن كَانُواْ مِن قَبۡلِ لوگ اس سے پہلے ان کا حال کیا تھا **أَن يُنَزَّلَ عَلَيۡهِم مِّن قَبۡلِهِ** اس سے پہلے کہ ان پر یہ بارش نازل کی جاتی **لَمُبۡلِسِينَ** یہ تو مایوس تھے اور**مُبۡلِسِينَ** اور **بَلَس** اس کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ رحمت سے نا امید ہو جانا اور ایسے ہی نہیں بلکہ **مُبۡلِسِينَ** اس کو کہتے ہیں کہ حیران ہے ناامید کھڑا ہے خاموش کھڑا ہے کہ اتنی سخت دھوپ ہے سورج چمک رہا ہے کہاں سے بارش ہونی ہے کہاں سے میرے دن بدلنے ہیں تو کوئی دلیل اس کو سمجھ نہیں آرہی ناامید خاموش مایوس کھڑا ہے انتہائی مایوس کے لئے آتا ہے **لَمُبۡلِسِينَ** لوگ بارش کے ہونے سے پہلے مایوس تھے کہ کہاں بارش ہونی ہے

آیت نمبر 50۔ فَٱنظُرۡ إِلَىٰٓ ءَاثَٰرِ رَحۡمَتِ ٱللَّهِ كَيۡفَ يُحۡيِ ٱلۡأَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَآۚ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمُحۡيِ ٱلۡمَوۡتَىٰۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٞ

ترجمہ۔ دیکھو اللہ کی رحمت کے اثرات کہ مُردہ پڑی ہوئی زمین کو وہ کس طرح جِلا اٹھاتا ہے، یقیناً وہ مُردوں کو زندگی بخشنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

فَٱنظُرۡ پس دیکھ **إِلَىٰٓ ءَاثَٰرِ رَحۡمَتِ ٱللَّهِ** اللہ کی رحمت کے اثرات پس دیکھ اللہ کی رحمت کی بارش پس دیکھ اللہ کی رحمت پس دیکھ اللہ کی نعمتیں **كَيۡفَ يُحۡيِ ٱلۡأَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَآۚ** کہ وہ کس طرح زندہ کرتا ہے مردہ زمین کو **كَيۡفَ يُحۡيِ ٱلۡأَرۡضَ** کیسے زندہ کرتا ہے زمین کو **بَعۡدَ مَوۡتِهَآۚ** اس کی موت کے بعد کس طرح اس کو جلا اُٹھاتا ہے **إِنَّ ذَٰلِكَ لَمُحۡيِ ٱلۡمَوۡتَىٰۖ** یقینًا وہ مردوں کو زندگی بخشنے والا ہے اگر زمین مردہ زندہ ہو

سکتی ہے نباتات اس میں اُگ سکتی ہیں ، بنجر زمین آباد ہو سکتی ہے دلہن کی طرح پھلوں سے، پھولوں سے سج دھج سکتی ہے، لہلہا سکتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں مردوں کو زندہ کیوں نہیں کر سکتا؟ تو یہاں پہ اللہ تعالیٰ کیا کہہ رہے ہیں **وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** تو اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ آیت نمبر 50 کی اس مثال پر اگر آپ غور کریں **كَيْفَ يُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتَىٰ** تو پتہ یہ چلتا ہے کہ نبوت اور بارش کا یکے بعد دیگرِ ذکر ہے آیت 46 میں ہوائیں ہیں 47 میں نبوت، پیغمبروں کا ذکر ہے 48 اور 49 میں بارش کا، ہوائیں، بادل کا ذکر ہے تو کیا اشارہ ہے بڑا لطیف اشارہ ہے مفسرین کہتے ہیں نبی کی آمد بھی انسان کی اخلاقی زندگی کے لئے ایسی رحمت ہے جیسے کہ بارش کا آنا مادی زندگی کے لئے رحمت ہوتا ہے آسمانی بارش سے مردہ زمین یکا یک جی اٹھتی ہے کھیتیاں لہلہاتی ہیں اسی طرح آسمانی وحی جو آسمان سے نازل ہوئی پیغمبر آئے تو روحانیت کی ویران کھیتی جو تھی اس کی زندگی میں ایک نور آگیا پھر نیکی سیرت اور کردار کے باغ اور گل و گلزار لہلہانے لگے تو یہ کیا ہے کفار کی اپنی بدقسمتی ہے بارش سے لہلہاتی زمین کو دیکھتے ہیں مردہ زمین کو زندہ ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں لیکن پیغمبر کے آنے کو اپنے لئے موت سمجھ رہے ہیں قرآن کو اپنے لئے موت سمجھ رہے ہیں **وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** اللہ سب کچھ کر سکتا ہے

آیت نمبر 51۔ وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِيحًا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا لَظَلُّوا مِنْ بَعْدِهِ يَكْفُرُونَ

ترجمہ۔ اور اگر ہم ایک ایسی ہوا بھیج دیں جس کے اثر سے وہ اپنی کھیتی کو زرد پائیں تو وہ کفر کرتے رہ جاتے ہیں

اور اگر ہم ایک ایسی ہوا بھیج دیں اب رِیحًا کا لفظ ہے ریح سے مراد کونسی ہوا ہے؟ اگر ہم ایسی ہوا بھیج دیں **فَرَأَوْهُ** پھر وہ اس کو دیکھیں کس کو دیکھیں اب یہاں پر ذکر ہو رہا ہے کہ اگر ہم ایسی ہوا بھیجیں پھر وہ دیکھیں تو اس سے کیا مراد ہے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی کھیتی کو دیکھیں، وہ اپنی زمین کو دیکھیں **فَرَأَوْهُ** پھر وہ اس کو دیکھیں **مُصْفَرًّا** کیا ہے(آپ نے پڑھا تھا سورت البقرہ ما شاء اللہ الحمدللہ آپ نے گائے کے واقعے میں پڑھا تھا اور وہ کیا تھا **صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ(69۔ سورت البقرہ)۔** کہ اس کا رنگ گہرا زرد ہو کہ دیکھنے والوں (کے دل) کو خوش کر دیتا ہو۔ یہاں پر **(ص ف ر)** اس کا مادہ ہے اور زرد کو کہتے ہیں تو **مُصْفَرًّا** اس کھیتی کو وہ دیکھتا ہے کہ ہوا چلی ہے اور کھیتی ہو گئی ہے کیسی **لَظَلُّوا** اس کی کیفیت بدل گئی **مُصْفَرًّا لَظَلُّوا** پھر کھیتی ہوا کے اثر سے ہو گئی ہے زرد **مِنْ بَعْدِهِ** اس کے بعد یعنی ہوا بھیجنے کے بعد کھیتی کیا ہوئی وہ زرد ہو گئی **يَكْفُرُونَ** تو وہ کفر کرتے رہ جاتے ہیں وہ انکار کرتے رہ جاتے ہیں یہاں پر کیا بات بتائی جا رہی ہے اللہ رب العزت متوجہ کر رہے ہیں کہ ہوا جب چلی ہوا ایسی تھی جو بانجھ تھی لواقح نہیں تھی بادل اور بارش لانے والی ہوا نہیں تھی بلکہ کیا تھی فصلوں کو تباہ و برباد کرنے والی ہوا تھی اب اللہ نے جب ایسی ہوائیں چلائیں تو کھیتی ہوگی بالکل خشک۔ آپ کو پتہ ہی ہے جب وہ ہوائیں چلتی ہیں کھیتی سڑ جاتی ہے خراب ہو جاتی ہے زرد ہو جاتی ہے اس کی سرسبزگی، شادابی بالکل ختم ہو کر رہ جاتی ہے یہ اس کا ذکر ہے **وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِيحًا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا** پھر ہمیں نے وہ ہوا بھی بھیجی کہ اس کو جب تم دیکھتے ہو کہ کھیتی **مُصْفَرًّا** زرد ہو گئی ہے **لَظَلُّوا** گویا کہ تم اس کو پا رہے ہو اس کو محسوس کر رہے ہو یعنی وہ ہو جائیں **مِنْ بَعْدِهِ** اس کے بعد **لَظَلُّوا** کون ہو جائیں؟ انسان ہو جائیں یعنی کھیتی تو ہوگی زرد **لَظَلُّوا** انسان ہو گئے **مِنْ بَعْدِهِ** ہوا کے چلنے کے بعد کھیتی کے زرد ہونے کے بعد **يَكْفُرُونَ** کفر کرنے والے تو انسان کیا ہوا کہ پھر ناشکری کرنے لگے اور پھر ناراض ہونے لگے اور پھر کیا کہنے لگے کہ اوروں کے تو بارش ہو گئی

ہماری لئے ہوائیں چلتی جا رہی ہیں ہماری کھیتی بالکل تباہ و برباد ہو گئی ہے سبزہ بالکل ختم ہو کر رہ گیا ہے تو کفر کرنے لگے تم کفر کرتے رہ جاتے ہیں تو یہاں پہ کفر کے معنی کیا ہیں اللہ پر الزام رکھنا اللہ کو کوسنے دینا کہ کیسی اللہ نے مجھ پر آزمائش ڈالی ہے

آیت نمبر 52۔ فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ
ترجمہ۔ (اے نبی ﷺ) تم مُردوں کو نہیں سنا سکتے، نہ اُن بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہو جو پیٹھ پھیرے بھاگے چلے جا رہے ہوں

اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے ان کو یہ بات بتائی جا رہی ہے کہ اے محمد ﷺ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے **لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ** اور یہاں پہ لفظ کیا استعمال کیا گیا **الْمَوْتَىٰ** کہ آپ ان لوگوں کو یہ نہیں کہا کہ مرے ہیں یا مر رہے ہیں **الْمَوْتَىٰ** ہی کہہ دیا گیا گویا کہ وہ موت ہیں آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو کہ مردہ ہیں اور اس سے مراد کیا ہے وہ لوگ جو سننے، سمجھنے، سوچنے یا زندگی کی جو کیفیت ہے اس سے عاری ہیں آپ ان کو نہیں سنا سکتے کائنات کی نشانیاں ہیں آپ کا کردار ہے قرآن مجید کے دلائل ہیں آپ ان کو کچھ بھی دکھا دیں اہل مکہ مان کے نہیں دے رہے **فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ** آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے تو مردوں سے مراد کون لوگ ہیں جن کے ضمیر مر چکے ہیں جن کے اندر اخلاقی زندگی کی رمق بھی نہیں ہے جو نفس کی بندگی، خواہشات کی بندگی کر رہے ہیں اور حق بات سمجھنے، حق بات کو سوچنے قبول کرنے کے لئے تیار ہی نہیں ہے **وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ** اور نہ آپ بہروں کو سنا سکتے دنیا کی باتیں ساری سنتے ہیں شیطانی باتیں سنتے ہیں پلاننگ کرتے ہیں لیکن حق بات نہیں سنتے کیوں نہیں سنتے **إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ۔ وَلَّوْا** کا مطلب کیا ہوتا ہے پھیر لینا، اپنا رخ پھیرنا اب یہاں پہ **وَلَّوْا** ہی کافی تھا **مُدْبِرِينَ** آگیا پیٹھ پھیر کر یعنی رخ پھیرا نہیں یعنی گویا کہ پیٹھ پھیرے جارہے ہیں تو یہ لوگ جو قرآن نہیں سنتے آپ کی بات نہیں سنتے ایسے بہرے ہیں یہ ایسے زندگی سے عاری ہیں ان کے ضمیر اتنے مردہ ہو چکے ہیں ان کے دلوں پر ایسے قفل چڑھ چکے ہیں کہ دعوت حق کی آواز سرے سے ان کے کان میں نہیں پڑتی جونہی قرآن، اسلام، آذان، داعی حق کی بات سنتے ہیں دور بھاگنا شروع کر دیتے ہیں تو انہیں کوئی کیا سنائے اور کیسے سنائے

آیت نمبر 53۔ وَمَا أَنْتَ بِهَادِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ
ترجمہ۔ اور نہ تم اندھوں کو ان کی گمراہی سے نکال کر راہِ راست دکھا سکتے ہو تم تو صرف انہی کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیات پر ایمان لاتے اور سرِ تسلیم خم کر دیتے ہیں

وَمَا أَنْتَ بِهَادِ الْعُمْيِ اور نہیں آپ اندھوں کو ہدایت دے سکتے ہیں **عَنْ ضَلَالَتِهِمْ** ان کی گمراہی سے۔ تو آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے نہیں نکال سکتے اب آپ دیکھیں کہ یہاں پہ کہا جا رہا ہے کہ یہ گمراہی کی دلدل میں پھنس ہوئے ہیں تو یہاں پہ **الْعُمْيِ** کہا جا رہا ہے **(ع م ہ)** اگر آتا تو کیا تھا آنکھ کا اندھا (ع م ی) آ گیا ہے تو کیا مراد ہے دل کا اندھا کبھی کبھی اس سے اُلٹ بھی آ جاتا ہے لیکن یہاں پہ یہ بصیرت کے معنی میں ہے وہ لوگ جو دل کی بینائی سے محروم ہیں آپ ان کو گمراہی سے نکال نہیں سکتے ۔ آپ ان اندھوں کو گمراہی سے نکال نہیں سکتے **إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ۔ إِنْ تُسْمِعُ** نہیں آپ سنا سکتے ہیں **إِلَّا** مگر اُسی کو **مَنْ يُؤْمِنُ** جو ایمان لاتا ہے **بِآيَاتِنَا** نا ہماری آیات پر **فَهُمْ مُسْلِمُونَ** اور سرِ تسلیم خم کر دیتے ہیں تو یہاں پہ یہ بات بتائی جارہی ہے کہ کون لوگ ایمان لائیں گے جو اہلِ تفکر اور

تدبر ہیں کائنات کی نشانیاں ان کے لئے بہت بڑے دلائل ہیں اور نبی ﷺ کا وجود اور اُس کے علاوہ جو اللّٰہ کی آیات ہیں تو وہ کیا کرتے ہیں کہ وہ **يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا** ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں **فَهُمْ مُسْلِمُونَ** اور اسلام کو قبول کر لیتے ہیں